

613

شاہ نقشبند کے پیر مرشد کے
ملفوظات

حاجی احمد نورانی نقشبندی
مکتبہ
دہلی

موسومہ

اردو
سیرت
الاعرابین

ابوالسقاء حافظ محمد سعید نقشبندی مجذبی

ناشر

مکتبہ بنوریہ علی پور جمشید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حافظ محمد سعید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت خواجہ خواجگانہ خواجہ نقشبند کے پیروم شد حضرت سے سید امیر کلاں
رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات

دلیل العارفين

اردو ترجمہ

انیس الطاہرین

مترجم

بوالشفقات حافظ محمد سعید نقشبندی مجددی

مترجم مدرسہ محمدیہ ضویہ برکات القرآن و خطیب جامع مسجد

درس القرآن علی پورچھٹہ ضلع گوجرانوالہ

طابع و ناشر مکتبہ نوریہ علی پورچھٹہ ضلع گوجرانوالہ

53304

اول	طبع
ایک ہزار	تعداد
کتبہ نوریہ علی پور چھتہ	ناشر
فضل الہی کبیدی	کاتب
جنرل پریس لاہور	پریس

ترجمة المتجم

منظر و پس منظر

نکھن و ریلے

سورہ الکورسٹ

یہ حقیر تقصیر خاکپائے نواجگان نقشبندیہ مجددیہ اس لحاظ سے بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ
 وہ خاندان میں علم دین نہ ہونے کے باوجود میرے والدین مرحومین کو مجھے حافظ قرآن بنانے کا شوق
 انگیز ہوا چنانچہ اپنے گاؤں چکشباز تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں گاؤں کے امام مسجد میاں سلطان
 صاحب مرحوم سے قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کے بعد حافظ غلام حیدر صاحب مرحوم سے قرآن مجید
 حفظ کرنا شروع کیا پھر پارے حفظ کرنے کے بعد میلوکھنڈ کے مشہور درس قرآن مجید میں مجھے داخل
 ہوا دیا گیا استاد المحترم حضرت مولانا حافظ محمد فاضل صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت ہی
 شفقت و محنت سے ساٹھ سے ۱۲ بار تہ تک حایا اس زمانہ میں میلوکھنڈ کا حفظ قرآن کا مدرسہ آنا
 شروع کیا اور بابرکت تھا کہ آج اسکا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا یہاں چالیس ساٹھ طالب علم قرآن مجید حفظ کرتے
 تھے اور کچھ طالب علم قبلہ استاد صاحب سے فارسی صرف نحو اور فقہ حدیث اور ترجمہ قرآن پڑھتے تھے آخری
 پارے دارالعلوم محمدیہ رضویہ نوریہ بمبئی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں حضرت علامہ شیخ الحدیث و افتخار
 مافتا سید محمد جلال الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے پڑھے میں نے زیادہ تر درس
 نفلان کی کتابیں اسی دارالعلوم میں ہی پڑھی ہیں اسی مدرسہ کے قیام کے دوران میری خوش بخشی
 مجھے عوث وقت قطب زماں بنید عصر شمس العارفین سراج السالکین حضور پر نور حضرت قبلہ سید
 نور الحسن شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں کھینچ لائی
 اللہ اللہ کیا پارہ وقت تھا کہ استقامت صدیق غیرت فاروق سناء عثمان اور شجاعت علی گڑھ
 فقیر سلیمان کے جلوئے نائب شیر ربانی امین فیض مجدد الف ثانی صاحب حضرت قبلہ سید نور الحسن
 شاہ صاحب کیلانی کی شکل انور میں حضرت کیلیا نوار شریف میں اپنی حیات ظاہرہ کے ساتھ نظر
 لونا اور جلوہ افروز نہ تھے۔ اللہ اللہ کیا مبارک ساعت تھی جب یہ ذرہ بے مقدار اس آفتاب
 ہمانوار کے سامنے حاضر ہوا جب حضور نے فرمایا کہ کس طرح آئے ہو میں نے عرض کیا اللہ اللہ

پوچھنے حضور نے فرمایا وہ تو بڑی چیز ہے تو تو ابھی بہت چھوٹا ہے۔

حضور کے باوجود خادم خصوصی حضرت سید میر حسین شاہ صاحب جو کالوی رحمۃ اللہ علیہ نے
حضور یہ حافظ قرآن ہے اور ہدایت النوا اور قدوری پڑھ رہا ہے تو میرے حضور نے بہت خوش ہو کر
جیسے تیلے یہ سارا کچھ کدوں پڑھ لیا ای) اسکے ساتھ ہی حضور نے بے انتہا شفقت فرماتے ہوئے
رخسار پر ہلکی سی چپت رسید فرمائی اور زبان و اعضاء سے کچھ سبق ارشاد فرمایا ساتھ ہی فرمایا کہ
اس وقت حضور کے پاس میں امام دین سرور سنہ سبکدہی صلح گجرات جو کہ حضور کے پاس ہی رہا
وہ بھی حاضر تھا جب ہم اٹھ کر چلے آئے تو میں امام دین ہنستا ہوا آیا اور میری طرف اشارہ کیا
یہ لڑکا بہت خوش قسمت ہے کیونکہ حضور نے فرمایا ہے کہ یہ لڑکا کوئی اُٹھنی بنے گا لیکن ہم
نہیں ہوں گے الحمد للہ علی ذالک۔

اٹھتے وقت حضور نے میرے دلہنے زانو کو اپنے مبارک انگوٹھے سے ذرا ساد بایا
فیض ترجمان سے فرمایا کہ تہجد کے وقت نیند کھل جائے تو چھ یا آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے
لینا حضور کے انگوٹھا مبارک دبانے سے میرے تمام جسم میں ایک برقی لہریں دوڑ گئی
جسم و روح میں ایک سرور کیف اور ذوق ایسا طاری ہوا کہ جس کے اثر سے تقریباً تین
پر ایک عجیب حالت طاری رہی اور ہر وقت ہا وضو بننے پر طبیعت مجبور کرتی تھی کہ
پڑھنے بے وضو ہو جاتا تو فوراً اٹھ کر وضو کرنے پر مجبور ہو جاتا اور زبان ہر وقت بے
رہتی رات کو ایک بجے کے بعد نیند نہ آتی تہجد میں جتنا ہو سکتا قرآن مجید پڑھتا بعد میں دو دو
گھنٹے پڑھتا طبیعت پھر بھی سیراب نہ ہوتی کسی ساتھی کہنے لگے کہ یہ اگر اس طرح رہا تو مجھ
لیکن تقریباً تین ماہ کے بعد حاضر خدمت ہوا تو حضور مجھے دیکھتے ہی مسکرائے اور زبان
کے حساب کتاب و اکم چاہے واسے پڑھائی بھی کرنی ہوئی پانچ سو بار درود شریف پڑھ
مطالعہ کر لینا وہ بھی ہماری طرف سے ہی سمجھ لینا پھر وہ حالت نہ رہی اور بے قراری سکون
اے نقائے تو جواب ہر سوال مشکل از تو حل شود بے قیل و قال میرے دوسرے
سے مطالعہ کرتے تھے لیکن مجھے حضور نے فرمایا کہ پھر مطالعہ کرنا اور وہ بھی ہماری طرف
لینا میرے لئے تو مطالعہ کتب بھی وظیفہ بن گیا الحمد للہ علی ذالک۔

میں نے درس نظامی کی زیادہ کتابیں شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد جلال الدین شاہ صاحب بانی دارالعلوم محمدیہ رضویہ فوریہ بکھی ضلع گجرات اور اسٹاذ العلماء حضرت مولانا محمد نواز صاحب قبلہ سے پڑھیں۔ میں اپنے مرحوم معذور خاں بھائی حضرت علامہ حافظ محمد علی صاحب پسروری کی معیت میں سات آٹھ ماہ تک سرانہ سندھواں تحصیل ڈوسک ضلع سیالکوٹ میں مولانا غلام محمد سے پڑھا رہا۔ مولوی صاحب موصوف چونکہ دیوبندی مسک سے تعلق رکھتے تھے اور میں ان سے شکوۃ شریف پڑھا تھا۔ اس لئے بعض دفعہ کچھ ٹوک بھونک ہو جایا کرتی تھی ایک دن بات نہ اچھے گئی اور یہ ٹوک بھونک مناظرہ کا رنگ اختیار کر گئی مولوی صاحب اپنے مسک کے حق میں دلائل دیتے رہے میں اپنے مسک کی حمایت کرتا رہا میں طالب علم تھا وہ پختہ کار عالم ان کے دلائل سے مجھے اپنے مسک کے بعض مسائل میں کچھ شبہات پیدا ہو گئے جب رات کو میں سو یا تو بوقت سحر میری قسمت جاگ اٹھی یعنی مرشدنا بالرحمۃ اللہ علیہ کا ریدار پر انوار ہوا اور حضور فرما رہے ہیں: بیبا قرآن حدیث تے سارے ای پڑھ سے میں صحیح مذہب اور ہے جو بزرگان دین والا ہے جب میں بیدار ہوا تو دل سے شبہات کا غبار مٹا ہوا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی برادر م حافظ محمد علی صاحب مرحوم معذور سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو ہم دونوں مستانہ وداستانہ عالیہ حضرت کیبیا نواز شریف پر معاضری کے لیے چل پڑے۔

بوقت معاضری حضور رحمتا اللہ علیہ نے بغیر کسی تذکرہ کے ہمارے بیٹھے ہی فرمایا قرآن حدیث تے سارے مذہبوں والے پڑھ سے میں پر صحیح مذہب بزرگان دین والا ہے۔ آج کل مجھے ذلت وافتخار رکھنے والے کچھ اجاب نے بھی سردوں میں میرے متعلق پڑھ پکینڈہ شروع کیا ہوا ہے۔ جو بلا کہ اس کا عقیدہ بدل گیا ہے اور میرے بعض اساتذہ کرام کو بھی بنی بنائی باتیں سنا کر کسی تنگ و سناٹا اثر کر رکھے ہیں۔ میرا جواب صرف یہ ہے کہ میرے پیر و مرشد رحمتا اللہ علیہ نے جس طرح مراد میں میری اصلاح فرمائی تھی۔ خدا نخواستہ اگر میرے عقیدہ میں کوئی فرق پڑا تو وہ یہاں بھی اصلاح فرما سکتے ہیں۔ لیکن یہ تو مراد نہ کی نسبت حضرت کیبیا نواز شریف کے بہت قریب ہے پھر اس کی کیا وجہ تھی تو پتہ چاہے کہ مجھے تو تقریباً ہر روز ہی حضور رحمتا اللہ علیہ اپنے مزار پر انوار پر ملا جلتے ہیں اور بزمِ فویش سے بھی صحیح عقیدہ دستوں کو یہ سعادت کیوں نصیب نہیں ہوتی مجھ سے دو بار حضور رحمتا اللہ علیہ نے خطا پالی انگلی سے میں سنہریش کیا حضور نے نوش فرمایا الحمد للہ میری طرف سے تو میرے حضور رحمت

اللہ علیہ کا سینہ معرفت گنجینہ ٹھنڈا ہے آپ حضرات اپنے متعلق خود ہی بتا سکتے ہیں کہ آپ کو بھی کبھی حضور نے یہ فرمایا اور آپ نے تمہیں رشار کی ہے ان خوابوں کے بعد سربراہ آستانہ عالیہ حضرت کبیرا نوالہ شریف حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے مجھے آستانہ عالیہ پر گرمیوں کے ایام میں روزانہ برف حاضر کرنے کا حکم فرمایا حالانکہ میں نے حضرت صاحب قبلہ سے اپنے خواب کا ذکر تک نہیں کیا تھا مجھے معلوم ہوا کہ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ اپنے شیخ کمال کے اتنے پیارے ہیں کہ ان کے سینہ اقدس کی ٹھنڈک حضور رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ بے کینہ کی ٹھنڈک ہے اور ان کی رضا ان کی رضا اور ان کی ناراضگی ان کی ناراضگی ہے خدا تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کے غضب سے ہمیں محفوظ رکھے۔

مرہانہ سے ہم دونوں ساتھی ننان شریف چلے گئے وہاں اہل سنت کے مشہور مدرسہ انوار العلوم میں داخلہ لیا وہاں میں نے ہدایہ اولین حضرت مفتی امجد علی صاحب گیارہ مرحوم سے پڑھا اور منطق اور فلسفہ کے اسباق حضرت مولانا عبدالکریم صاحب دیروزی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور شرح عقاب نسفی غزالی و دوران حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاشمی سے پڑھی اور لائبل پور میں دررہ حدیث شریف محدث اعظم ابو الفضل حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اور دن سے لیکر آج تک علی پور چھٹھ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کی جامع مسجد درس القرآن میں دینی خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ یہاں حضرت صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کبیرا نوالہ شریف کی زیر سرپرستی ایک اسلامی مدرسہ (مدرسہ محمدیہ رضویہ برکات القرآن) بھی قائم ہے جس میں حفظ قرآن مجید اور نارسہ صرف نحو فقہ حدیث تفسیر وغیرہ پڑھانے کا مکمل انتظام ہے خدا تعالیٰ مجھے اور قاریین کرام کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یلوح الخط فی القزاس دہرا
دکاتبہ رمیم فی التراب
غرض نقتے است کرنا یا رماند
کہ ہستی رائے بنیم بقائے

حافظ محمد سعید نقشبندی مجددی بہتم مدرسہ محمدیہ رضویہ برکات القرآن و خطیب جامع مسجد
درس القرآن علی پور چھٹھ (ضلع گوجرانوالہ)

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۳۲	ایک گھڑی میں تمام جہان کی سیر	۱۰	تہ امتیر کانسب
۳۳	طلب صادق کی برکت	۱۱	آراد ولی
۳۴	عطاے خلافت	۱۲	بھی اللہ کی بشارت
۳۵	علماء سود	۱۳	مردوں شو آشناؤں بیروں بیگانہ دش
۳۶	بازید اور محنت کا مکالمہ	۱۵	تہ بنظر بنور اللہ
۳۷	عالم حقانی	۱۶	تہ توی
۳۸	مرید کو بچا لیا۔	۱۷	تہ آراؤ مرشد
۳۹	پزندے حاضر خدمت ہو گئے	۱۸	تہ پیری پہلی نظر کا وار توبہ
۴۰	صحبت کی برکات	۱۸	تہ نبوت کرامت
۴۱	خاصان خدا	۱۹	تہ ایک اعتراض کا جواب
۴۲	ترکستان کے لوگوں کی حاضری	۲۰	تہ کرامت کے اقسام
۴۳	از شکوہ بوریالرز و سریر	۲۱	تہ علی الارض
۴۴	امیر تمپور کی دعوت	۲۲	تہ بیک وقت کئی جگہ موجود ہونا
۴۵	اہل اللہ کی بے ادبی کی سزا	۲۳	تہ ہم جو اسبیس القلوب
۴۶	اگ نہیں جلا سکتی	۲۴	تہ کہ گردن نہ پیدیز حکم تو بیچ
۴۷	مردان غیب سے ملاقات	۲۶	تہ اصل صرف خوف خدا ہے
۴۸	من و سلوی	۲۸	تہ وہ خود تشریف لے آتے ہیں
۴۹	حضرت کے آخری ایام اور وصیتیں	۲۹	تہ اجازت و خلافت
۵۰	اخلاق عالیہ	۳۰	تہ مولوی ہرگز نہ شد مولا سے روم
۵۱	توبہ کی حقیقت	۳۲	تہ علماء کی اقسام

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
مصیبت سے نجات دلادی	۶۳	ارادت کیا ہے
پاکوں لوگوں پر طعنہ زنی	۶۴	امر بالمعروف کی اہمیت
لا خوف علیہم	۶۵	شریعت کی کسوٹی
خشک لکڑی ہری ہو گئی	۶۶	کسب حلال
تصوف کیا ہے	۶۷	روزہ کی حقیقت
گمراہ متصوفین	۶۸	زکوٰۃ کی ادائیگی
اہل حق کی پہچان	۶۹	اعتقادی مسائل
مرد حق کی علامات	۷۰	علماء کی صحبت
آداب معاشرت	۷۱	عزیمت کی تاکید
بزرگ زادوں کو نصیحت	۷۲	بشارت منفرت
اخلاق عظیمہ	۷۶	حضرت امیر کی اولاد
اکل حلال	۷۸	علماء کی عجیب دعوت
نامحرم سے پرہیز	۷۹	درولیشوں کا امتحان لینے کی سزا
میری قبر سے جو مانگو گے ملے گا	۸۰	پی یس روہی پیشی
شجرہ خوانی کے فوائد	۸۳	توکل کا پھل
شجرہ طیبہ	۸۴	اللہ کی مہمانی
۲۶۰ سال بعد فیض رسانی	۸۶	ولایت کا امتحان
اگر کوئی شعیب آئے میر	۸۷	اہل اللہ کی خدمت میں حاضری کا طریقہ
سلطان العارفین کا قبر سے باہر تشریف لانا	۸۹	دلی اللہ کی نذر
سلوک کی دو قسمیں	۹۱	مرید کی اصلاح
سلسلہ عالیہ کی تفصیل	۹۲	مرید کی حفاظت
شاہ نقشبند کی بیعت	۹۳	دلی اللہ کی قبر پر حاضری سے شفا یابی



الحمد لله الذي نوتر اسرار الاخيار باسراق مشارق
 مشارق الانوار وظهر نفوسهم عن شوائب ظلمة الانكار
 وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
 عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سَيِّدُ الْاِنَامِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَصَابِيحُ الْاَنْظَامِ
 وَسَلَامٌ تَسْلِيْمًا دَائِمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

اما بعد :- روشن ضمیر طالبین دجن کے دل انوار و آثار مشائخ سے
 منور ہیں اپر واضح ہو کہ حضرت شیخ الشیوخ رئیس ارباب تصوف سلطان
 الطریقیت، برہان الحقیقت، مرشد السالکین، سید العارفین، شرف المتصوفین
 زین العابدین، رئیس المتقین حضرت بند ورجت باعث تصنیف
 سید امیر کلال سوخاری المعروف سید امیر کلال کے خالوادہ عالیہ سے
 فیض یافتہ لوگوں کی ایک جماعت نے اس فقیر حقیر سے التماس کیا کہ
 ہمارے فائدہ کی خاطر حضرت امیر کے مناقب جزیلیہ میں سے کچھ حقے مختصراً

تخریب کیجئے۔ کیونکہ مریدین کے لیے اپنے شیخ کے ابتدائی حالات اور انتہائی مقامات کا علم ضروری ہے اور ان کے وارداتِ غیبیہ اور کمالاتِ قدسیہ اور شب و روز کے معمولات اور سلسلہ طریقت کا بیان ہونا چاہیے تاکہ یہ چیزیں باعثِ ازدیادِ اعتقاد ہو۔ میں نے چاہا کہ احباب سے یاس الفاظ معذرت کر دوں کہ دوستو میرے متعلق تمہارا اعتقاد بطریقہ تقلید ہے اس کام کی کنجی میرے ہاتھ میں نہیں ہے اور میرے مشاغل مجھے اس تالیف میں مشغول ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ لیکن اچانک سحری کے وقت اس فقیر کے جدا مجد قطب الاولیاء شیخ الدینیا منظر کلمۃ اللہ العلیاء سلطان عارفان و برہان محققان غواص دریائے ملکوت شہسوار صحرائے جبروت یعنی حضرت امیر کلال کے فرزند ارجمند حضرت سید امیر حمزہ کی طرف سے بھی اس کام کی طرف اشارہ ہوا۔ بلکہ اہتمامِ بلیغ کے ساتھ حکم ہوا چنانچہ اس کے بعد مجھے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود اس مہم پر کمر بستہ ہونا پڑا۔ اور اس طریقہ پر پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ دوستوں کی دعاؤں کی برکت سے انشاء اللہ احباب کے دلوں میں مقبول ہوگی۔

اب سُن اے طالبِ غالب کہ حضرت امیر کلال
 حضرت امیر کا نسب ایسے سید ہیں کہ جن کی سیادت حسی اور نبی میں کچھ
 قصور نہیں۔ درحقیقت سید وہی ہے جو نبی تعلق کے ساتھ اپنے کردار،

زقار اور گفتار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حسن الادب یسترقیح النسب

یعنی اخلاق کا حسن نسب کی قباحت کی پر وہ پوشی کر لیتا ہے۔

۵ ہزار خویشی کہ بیگانہ از خدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کا ثنا باشد

خدا تعالیٰ سے بیگانے ہزار رشتہ دار کو ایسے بیگانے پر قربان کیا

جاسکتا ہے جو بیگانہ کہ خدا آشنا ہو۔

اور اللہ تعالیٰ کا قول اِنَّهُ لِيَسْ مِنْ اَهْلِكَ بِمِثْلِ اِسِي حَقِيْقَتِ كَيْطَرَف

اشارہ ہے۔ حضرت سید امیر کلال چونکہ ہمیشہ شریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کے پیروکار رہتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی طرح کے

کرامات اور ولایات اور خصائل جمیلہ اور صفات پسندیدہ سے متصف

فرمایا۔ جو کہ حد بیان سے باہر ہیں ازاں جملہ ایک یہ ہے۔

کہ آپ کی والدہ محترمہ طیب اللہ ثرا جا فرماتی ہیں کہ جب

مادر زادولی حضرت امیر کلال میرے بطن اقدس میں تھے۔ اگر میں کبھی

کبھار کوئی مشتبہ لقمہ کھا لیتی تو میرے پیٹ میں ایسی سُستی یا درد پیدا ہو جاتا

کہ میں بے ہوش ہو جاتی اور مجھے اپنے آپ کی کوئی خبر نہ رہتی۔ جب کئی

بار ایسا ہوا تو پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ اس فرزند ارجمند کے قدم کی وجہ سے ہے جو کہ میرے پیٹ میں ہے۔

نشان آنکہ من فرزند پاکم
پدر ہم پاک مادر ہم عقیقہ
دلم پاکستان مذہب پاک وارم
طریق راست راہ بو حنیفہ

اس بات کا نشان کہ میں پاک فرزند ہوں یہ ہے کہ میری ماں بھی پاک ہے اور میرا باپ بھی پاک ہے۔ میرا دل بھی پاک ہے اور مذہب بھی پاک رکھتا ہوں یعنی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کا سیدھا طریقہ۔

ولی اللہ کی بشارت قابل اعتماد راویوں سے منقول ہے کہ حضرت امیرؒ کی پیدائش سے پہلے جبکہ حضرت کے والد ماجد

افسنہ میں مقیم تھے اور مدینہ طیبہ سے واپسی کے بعد حضرت سید تانے اپنے بڑے بڑے ساتھیوں کی معیت میں اس جگہ سے گزر کیا۔ چونکہ حضرت امیر کے والد محترم سید امیر کلاں اور سید اتا کے درمیان برادرانہ تعلقات تھے اور سید اتا جب بھی بخارا تشریف لائے اور امیر کلاں سے فرمایا: ”میرے بھائی اللہ تعالیٰ تجھے ایسا فرزند عطا کرے گا جو تمام جہان کا مخدوم ہوگا اور اس کا نام امیر کلاں ہوگا“ جب اس بات کو چند سال گزرے تو حضرت اتا تشریف لائے۔

بچپن میں دستار بندی ایک قول تو یوں ہے کہ سید اتا نے فرمایا کہ بیٹے

کو میرے سامنے پیش کر دینا چاہئے حضرت امیر کلال کو پیش کیا گیا تو سیدانا نے ان کو گود میں بٹھایا۔ دوسری روایت یوں ہے کہ حضرت امیر کے گاؤں کے بچے کھیل رہے ہیں اور حضرت امیر کھیل دیکھ رہے تھے۔ اچانک آپ کی نگاہ سیدانا کے چہرہ پاک پر پڑی۔ تو آپ دوڑ کر سیدانا کی خدمت میں حاضر ہوئے آتے ہی سیدانا کی گود میں بیٹھ گئے۔ جب سیدانا نے یہ حال ملاحظہ فرمایا۔ تو اپنا عام سر سے اتار کر برابر کے دوڑ کرے کیے۔ ایک ٹکڑا تو اپنے سر پر باندھا اور دوسرا ٹکڑا حضرت امیر کلال کے سر اقدس پر باندھا۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ امیر کلال کو میرے پاس لاؤ۔ جب آپ کو لایا گیا تو حضرت امیر کے سروالی دستار کے ٹکڑے کو اپنے سروالے ٹکڑے سے برابر کیا۔ تو حضرت امیر کے سروالی دستار لمبی نکلی پھر کاٹ کر برابر کی۔ پھر دونوں کو ملایا تو پھر بھی حضرت امیر والی دستار لمبی نکلی غرضیکہ تین دفعہ کاٹ کر برابر کی گئی۔ لیکن ہر بار کاٹنے کے بعد پھر جب دونوں کو ملا کر دیکھا جاتا تو حضرت امیر والی دستار حضرت سیدانا والی دستار سے ایک ہاتھ زیادہ نکلتی۔ اس وقت سیدانا نے حضرت امیر کلال سے فرمایا: "مشائخ کرام کے ارواح طیبہ نے تمام ولایتیں پوری کی پوری اس فرزند کو عنایت کی ہیں جسکا نامانی اسم گرامی سید امیر کلال ہے پھر فرمایا کہ اس فرزند کا مرتبہ سب سے زیارہ ہوا اور ابھی اور زیادہ

ہوگا اور مجھ سے بھی بہت زیادہ ہوگا اور میں نے اس کے بہت بلند مقامات مشاہدہ کیے ہیں جو کہ حضرت تبارک و تعالیٰ نے اس کو عنایت کیجے ہیں اور یہ نظر کرم ۶۸۳ھ میں ہوئی۔

رباعی

دولت ہمہ از خدا ہے چوں آید تا در حق ہر بندہ نظر چوں آید
اں را کہ خدا دوتے خواہد داد ناگاہ ز سنگ خار ا بیروں آید
ترجمہ :- ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی بے مثل ذات کی طرف سے ہی دولت ملتی ہے جیسے اس کی نظر رحمت کو منظور ہو۔ تو جس کو خدا تعالیٰ دولت دینی چاہے اچانک وہ سحت پتھر سے نمودار ہو جاتا ہے۔

اندروں شوا و نشا و زبیروں پرگانہ و ش نقل ہے کہ حضرت امیر کا

سن مبارک پندرہ سال کا تھا تو آپ کشتی کے فن میں مشغولیت رکھتے تھے۔ لیکن اس مشغولیت کے باوجود باطنی شغل میں بھی اتنا بلند مقام رکھتے تھے جو کہ حد بیان سے بہر ہے کیونکہ مرد کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے۔ وہ گننامی میں ہی حاصل ہوتا ہے۔

رباعی

ہر کرار دئے در نکونامی ست طمع عاشقی از و خاڑ است
رو تو بدنام باش در رہ عشق کیں سعادت ہمہ زبندان است

ترجمہ :- جس کی توجہ نیک نامی کی طرف ہو۔ اس سے عاشقی کا طبع
خام خیالی ہے۔ جا اور عشق کے راستہ میں بدنامی قبول کرے کیونکہ یہ تمام
سعادت تجھے بدنامی سے ہی حاصل ہوگی۔

فانہ نیتز بنور اللہ | ایک دن حضرت امیر کشتی گیری میں مصروف تھے۔
باطنی صفائی سے محروم ایک جماعت حضرت کی

غیبت کرنے لگی کہ دیکھو یہ بزرگ زاوہ اور سپد زاوہ ایسے کام میں مشغول
ہے جو کہ بدعت سے اور آپس میں کچھ باتیں تیار کریں کہ حضرت امیر کے
ساتھ اس کے متعلق گفتگو کریں گے۔ اس مجلس میں اسی وقت ان
لوگوں کو مینڈا آگئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور یہ لوگ
میدان محشر میں گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر پند نکلنے کی
کوشش کرتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہوتے۔ اچانک حضرت امیر تشریف لانے
میں اور ان کے ہاتھ پکڑ کر ان کو دلدل سے باہر نکالتے ہیں اور ساتھ ہی
فرماتے ہیں: کہ ہم یہ پہلوانی ایسی حکموں کے لیے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ
کی عنایت سے در ماندہ لوگوں کی دستگیری کریں۔ آئندہ بدگمانی نہ کرنا اور
اہل اللہ کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھنا۔ جب یہ لوگ خواب سے بیدار
ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ حضرت امیر حسب سابق کشتی گیری میں مصروف ہیں
حضرت کشتی چھوڑ کر ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے کان پکڑ کر

فرمایا "اے دوستو! ہم یہ کام اُس دن کے لیے کرتے ہیں تاکہ عنایت خداوندی سے گرے ہوئے لوگوں کی رستگیری کریں تم بھی درویشوں کے حق میں بدگمانی سے باز آ جاؤ اور ایسی چیز کے انکار سے توبہ کرو جس کی حقیقت سے تم ناواقف ہو۔ ان لوگوں نے جب یہ حال مشاہدہ کیا تو سب نے توبہ کی اور انجام کار اللہ ولے ہوئے۔"

جس مرد خدا کا حال کشتی گیری کے زمانہ میں اتنا بلند ہو۔ آئندہ زمانہ میں ان کی رفعتِ شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

تقویٰ حضرت کے بڑے خدام سے منقول ہے کہ تاجر کے زمانہ میں ایک دن حضرت امیر نے رامینن کلاں کے ایک باغ میں کپڑے دھوئے۔ جب کپڑوں کو خشک کرنا چاہا تو حضرت نے ساتھیوں سے فرمایا کہ کپڑوں کو دیواروں پر نہ ڈالو تاکہ کانٹے نہ ٹوٹیں اور زمین پر بھی نہ ڈالو کہ جانوروں کا چارہ خراب نہ ہو اور درختوں پر بھی نہ ڈالو کہیں ٹہنیاں ٹیڑھی نہ ہو جائیں دوستوں نے عاجز ہو کر پوچھا کہ حضرت آپ اپنے کپڑے کس طرح خشک کیا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں اپنے کپڑے اپنی پشت پر ڈال لیتا ہوں اور خشک ہونے تک سورج کے سامنے رکھتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ دوستو! اگر تمہارے استعمال سے دیوار کا کوئی ٹکڑا گر جائے یا کانٹے ٹوٹ جائیں یا ٹہنیاں ٹیڑھی ہو جائیں

چارپالیوں کا چارہ خراب ہو جائے۔ تو باغ کے مالک کے سامنے تمہارا
 کیا عذر ہوگا۔ تم لوگ یہ ناجائز کام کرتے ہو۔ کیونکہ کسی کے ملک میں تصرف
 بغیر اس کے اذن کے جائز نہیں اور گناہ کو کبھی چھوٹا نہ جانو۔ کیونکہ گناہ
 اگر چھوٹا ہی ہو لیکن گناہ کو چھوٹا جاننے کی وجہ سے آدمی دوزخ میں جا سکتا
 ہے اور دلیل کے طور پر حضرت نے یہ حدیث شریف پڑھی کہ اصرار کے بعد
 کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا اور استغفار کے بعد کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا ساتھ
 ہی حضرت نے فرمایا۔ ”کہ اللہ تعالیٰ ایک رسائی والے راستے اس آدمی
 پر کبھی نہیں کھلتے جو تقویٰ کو اپنا شعار نہ بنائے۔“

حضرت کے یہ حالات حضرت بابا سماسی سے بیعت ہونے کے بعد
 ہوئے ہیں۔

منقول ہے کہ جن دنوں میں حضرت امیر کشتی کیا کرتے تھے۔
 مراد مرشد ایک دن آپ کشتی میں مصروف تھے اور حضرت بابا محمد سماسی
 رامتین کلاں کی دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو کر حضرت امیر کا نظارہ کر رہے
 تھے اور حضرت امیر کے احوال میں مستغرق کھڑے تھے حضرت بابا سماسی
 کے مہمان راز میں سے بعض نے عرض کیا کہ حضرت ان بدعت میں مشغول
 لوگوں میں آپ کیوں حیران کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”اس میدان
 میں ایک ایسا مرد ہے اور اس شکار گاہ میں ایک ایسا شکار ہے کہ جس کی

صحبت سے تمام کاملین فیضیاب ہوں گے۔ ہم اس مرد کے منتظر ہیں کہ کب ہمارے دامِ محبت میں آتا ہے۔ کیونکہ اس کی پرواز بہت بلند ہے

نیری پہلی نظر کا وار توبہ کہ اب تک دل دُعا میں دُعا رہا ہے ابھی یہی باتیں ہو رہی

تھیں کہ حضرت امیر کی نگاہ حضرت بابا کے چہرہ انور پر پڑی اور پہلی نظر میں ہی مرغِ دل دامِ محبت کا شکار ہو گیا اور حضرت بابا قدس سرہ نے قوتِ جاذبہ سے آپ کو اپنی طرف اس طرح کھینچ لیا کہ حضرت امیر بے اختیار ہو گئے حضرت خواجہ نے اسی دن حضرت امیر کو اپنی فرزندمی میں قبول فرمایا اس دن کے بعد حضرت امیر کو کبھی کسی شخص نے بھی بازار یا معسرہ میں نہیں دیکھا۔

منقول ہے کہ حضرت خواجہ سماسی کے خدام میں سے ثبوت کرامت کسی نے حضرت امیر سے کرامات اولیاء کے متعلق سوال کیا تو حضرت نے فرمایا "کہ اولیاء اللہ کی کرامات عقل اور نقل سے ثابت ہیں اور مشائخ کرام سے بہت کرامات منقول ہیں اور اہل اسلام میں مشہور ہیں اور جس کی بصیرت کی آنکھ نورِ ایمان سے منور ہو اور اہل اللہ پر اعتقاد رکھتا ہو۔ اس کو اس بارہ میں شک نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کا پلک چھکنے میں تختِ بلقیس کا لانا پیش کیا جاسکتا

ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں منبر نبوی پر کھڑے ہو کر پیاساری
لجیل کہنا اور آپ کے آواز کا حضرت ساریہ تک پہنچ جانا۔ حالانکہ حضرت
ساریہ اپنے لشکر کے ساتھ ملک عراق میں تھے کرامت ہی ہے۔

اگر کسی کو شبہ ہو کہ یہ کرامات تو معجزہ کے
برابر ہو گئی ہیں۔ بلکہ بڑھ گئی ہیں، حالانکہ ولی نبی

ایک اعتراض کا جواب

سے نہیں بڑھ سکتا۔ اس کا یہ جواب ہے کہ ہر ولی کی کرامت اُس اُمت
کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ ولی کی کرامت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ
ولی جس نبی کو مانتا ہے وہ نبی برحق ہے اور اس کا دین بھی سچا ہے۔ لہذا
ولی کی ہر کرامت اُس کے نبی کا معجزہ بنے گی۔ اس لیے کرامت کا معجزہ
کے برابر ہونے یا معجزہ سے بڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ولی
کو جو کچھ ملتا ہے اس نبی کی اتباع اور اس کی شریعت کی پیروی سے ہی
ملتا ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اولیاء کا درجہ کسی بھی وجہ سے
انبیاء کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ بڑھ جائے۔

حضرت بایزید سے کرامت کے متعلق پوچھا
معجزہ اور کرامت میں فرق

گیا تو آپ نے فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام
کو اللہ تعالیٰ سے جو ملا ہے وہ تو شہد کی مشک کی طرح ہے اور اولیاء
کو جو ملا ہے اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے شہد کے مشک سے ٹپکا ہوا ایک

قطرہ بلکہ وہ نمی جو مشک سے ظاہر ہو اور جو کچھ مشک کے اندر ہے تو وہ اپنے کرام کا خصوصی حصہ ہے۔

کرامت کے اقسام پھر کرامت کسی طرح کی ہوتی ہے کبھی دعا کی قبولیت کا صوت میں کسی ظاہری سبب کے بغیر کھانا ظاہر ہو جائے یا پیاس کے وقت بے سبب ظاہر پانی مل جانا یا طویل مسافت کو بغیر اسباب ظاہریہ کے تھوڑے وقت میں طے کرنا اور اس کے علاوہ اور جو باتیں عامہ خلق کی عادت کے خلاف ہوں۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت امیرؒ یہ سال بنور شریف لے جاتے تھے۔

پیر و مرید کی کرامت ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت جب کوہ نور دریا کے کنارہ پر پہنچے اور آپ کے تمام ساتھی گذر گئے اور تھوڑی دیر کے لیے توقف کیا اور حضرت امیر عالم تفکر میں تھے۔ اچانک سر مبارک اٹھا کر فرمایا: "کہ دوستو علی صوفی آگیا ہے حالانکہ علی صوفی آپ کے آستانہ عالیہ کا وہ خادم تھا جس کو آپ بخارا میں آستانہ مقدسہ کی درباری کے لیے چھوڑ آئے تھے اس لیے تمام دوست آپ کے فرمان سے معجب ہوئے کہ علی صوفی بخارا سے کس طرح آسکتا ہے۔ اچانک دیکھتے ہیں کہ علی صوفی پانی پر چلتا آرہا ہے اور اس کے قدم بھگتے بھی نہیں۔ جب علی صوفی حضرت امیرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا

پ نے جھڑک کر فرمایا کہ گھر سے کس وقت چلا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت آپ کا شوق مجھ پر اس طرح غالب ہوا کہ میں بے اختیار گیا۔ جب آنکھ کھولی ہے تو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ آپ کے جام محبت میں اس طرح مدہوش ہوں کہ مجھے کچھ خبر نہ تھی حضرت نے اس کو حکم دیا کہ جیسے آئے ہو ویسے ہی فوراً لوٹ جاؤ اور اتلنے کی خدمت ادا کرو۔ علی صوفی نے پانی پر قدم رکھا اور اس کا پاؤں تر بھی ہوا اور اسی گھڑی میں بخارا شریف پہنچ گیا۔ ناظرین

ناظرین کرام! جس کے مرید اس درجہ کے ہوں اس پیر کے مرتبت کا درازہ کون کر سکتا ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

منقول ہے کہ حضرت امیر آٹھ سال متواتر دو شنبہ اور جمعہ کے دن مغرب کی نماز سوغار میں پڑھتے اور عشاء حضرت خواجہ محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سماس میں ادا فرماتے اور صبح کی نماز پھر سوغار میں آکر پڑھتے تاکہ کسی کو ان کے حال پر اطلاع نہ ہو۔

رباعی

گر شرہ شوی بخلق شر الساسی در گوشت نشین شوی ہمہ وسواسی
 زان نبور کہ خضر و السیاسی کس نشاسد ترا تو کس نشناسی

ترجمہ :- اگر تو مخلوق میں مشہوری کا خواہاں ہو۔ تو بدترین خلق ہے اور صرف گوشہ نشینی و سوا اس ہی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تو خواہ خضر و الیاس بھی بن جائے تو بھی کسی کو نہ پہچانے اور تجھے بھی کوئی نہ پہچانے۔

بیک وقت کئی جگہ موجود ہونا | منقول ہے کہ حضرت امیرؒ کے انتقال کے بعد اہل تصوف کی ایک جماعت کعبہ

شریف کی طرف سے وارد ہوئی۔ خدام نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ حضرات کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ ہم دیارِ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے حضرت امیرِ قدس سرہ کے دیدار کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ حضرت امیرِ قدس سرہ انتقال فرما چکے ہیں۔ تو وہ لوگ بہت روئے۔ بعد ازیں ان لوگوں سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں نے حضرت امیر کو کہاں دیکھا ہے اور آپ کے احوال شریفیہ سے کس طرح واقفیت ہوئی ہے کیونکہ ظاہری طور پر حضرت مکہ مکرمہ کبھی نہیں گئے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت کے مرید ہیں۔ اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہیں۔ صرف ہم ہی نہیں بلکہ اکثر اہل مکہ و اہل مدینہ آپ کے مرید ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عرصہ میں سال سے ہم ہمیشہ حضرت کی اقتدار میں طواف کعبہ کرتے ہیں اور حضرت کی بیعت میں حج ادا کرتے ہیں۔ اس سال حضرت تشریف نہیں لائے ہمارے

دلوں میں حضرت کے دیدار پر انور کا شوق غالب ہوا۔ تو تم حاضر ہوئے
 افسوس دیدار نصیب نہ ہوا۔ آخر وہ جماعت حضرت کی اولاد امجاد
 کو بل کر اسی روز واپس روانہ ہوئی۔ واپسی کے وقت کہتے تھے افسوس
 اس ملک کے لوگوں نے حضرت امیر قدس سرہ کے مرتبہ کو پوری
 طرح نہیں پہچانا۔ آپ کے بلند مقام و مرتبہ کو صحیح طور پر اہل عرب
 ہی جانتے ہیں۔

”سونے کا قدر سنا رہی جانتا ہے۔ اور موتی کا قدر جو سہری
 جانتا ہے۔“

رباعی

قدر گل و مل بادہ پرستاں دانند لے بوالہوسان وزیر دستاں دانند
 اے بے خبر از بے خبری معذوری سرسیت دریں نسیوہ کہ متاں رانند
 ترجمہ :- پھول اور شراب کا قدر بادہ پرست ہی جانتے ہیں۔ کھینے اور
 خواہش کے بندے کہاں جانیں۔

اے بے خبر تو اپنی بے خبری کی وجہ سے معذور ہے۔ طرفیت میں
 ایک بھید ہے جسے مست ہی جانتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت کے کمال کی
 کوئی انتہا ہی نہیں۔

ہم خواہیں القلوب | ایک روز حضرت امیر کلام معرفت میں

مستند ہے کہ...
 رہا، اور مناسب حج بیان فرما رہے تھے۔ تقریباً تمام مناسب حج
 بیان فرمائے اور مناسب میں علماء کا اختلاف بھی بیان فرمایا اور بہت
 سی چیزیں بیان فرمائیں جن سے حاضرین مجلس حیران تھے۔ حاضرین میں سے
 ایک بے اعتقاد آدمی کے دل میں خیال گذرا کہ حضرت نے کعبہ کو دیکھا
 ہی کہاں ہے کہ بیان کریں یہ چیزیں تو وہ بیان کرے جس نے اپنی آنکھوں
 سے دیکھی ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت باہر تشریف لائے
 اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے نادان یہاں آکر دیکھ کیا دیکھتا ہے
 جب اس شخص نے نظر اٹھائی، تو دیکھا کہ کعبہ مقدسہ حضرت امیر قدس سرہ
 کے سر کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جس شخص کے اپنے
 پلے کچھ نہ ہو، تو وہ دوسروں کے متعلق بھی وہی تصور کرتا ہے کہ وہ بھی
 خالی ہی ہیں۔ جب تک تیرے دل کی آنکھ نہ کھلے، اس وقت تک تو
 مشاہدہ نہیں کر سکتا۔ اور حقیقت حال کو نہیں دیکھ سکتا۔

رباعی

ایں دیدہ پوش تادلت دیدہ شود
 گر وزن دل بند کر حق بکشان
 زان دیدہ جہاں دگرے دیدہ شود
 بر بام فلک ہر چہ بود دیدہ شود
 ترجمہ :- یہ آنکھ بند کرتا کہ تیرا دل آنکھ بن جائے۔ پھر اس آنکھ سے تجھے
 ایک اور ہی جہاں نظر آئے گا۔

اگر تو ذکرِ حق سے دل کا دریچہ کھول لے تو آسمان کے کنارے پر
ہونے والی چیزیں بھی تجھے دکھائی دیں گی۔

اور یہ واقعہ مرشد المخلوق الی الحق حجة الحق الی المخلوق منبع رسول اللہ
فی القول والعمل یعنی خواجہ ابو حفص کبیر بخاری کی مسجد میں رونما ہوا جبکہ
حضرت اپنے تمام احباب کے ساتھ مجلس میں خود بھی تشریف فرما تھے
اس شخص نے یہ حال دیکھ کر توبہ کی اور مقبولان بارگاہ خداوندی ہوا۔
کہ گردن نہ چھپد زحکم تو بیچ | ایک دن حضرت امیر قدس سرہ کے

مزار مبارک کی زیارت کا شوق ہوا۔ جب مزار شریف کی طرف کچھ
راستہ چلے تو دیکھا کہ ایک شیر نے آکر ان کا راستہ روک لیا ہے اور
راستہ سے ہٹنے کا نام نہیں لیتا۔ سب ساتھی حیران ہو گئے اتنے میں
حضرت امیر قدس سرہ تشریف لائے اور شیر کی گردن کو پکڑ کر راستہ
سے ایک طرف ہٹایا۔ اور خود وہیں کھڑے رہے اور تمام ساتھی گذر
گئے۔ شیر نے آپ کے قدموں پر اس طرح قدم رکھا ہوا تھا جیسے کوئی
کسی کی تعظیم کرتا ہے۔ پھر شیر چلا گیا۔ ساتھیوں نے یہ حالت دیکھ کر
حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا حالت تھی۔ آپ نے فرمایا۔
"جو شخص ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں

کو اُس سے ڈرانا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ تمام چیزوں سے ڈرتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو آدمی پر اس طرح نہیں مستط کرتے کہ آدمی اُس سے ڈرے۔ بلکہ وہ چیز خود اس سے ڈرے گی۔ بشرطیکہ وہ آدمی خود اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔

اصل صرف خوف خدا ہے حضرت کے معارف میں سے یہ بھی ہے

کہ آپ نے فرمایا ایک شخص باغ میں آتا ہے۔ باغ میں بے شمار درخت ہیں اور درختوں پر بے شمار ٹہنیاں ہیں اور ٹہنیوں پر بے شمار پتے ہیں اور ہر پتے پر ایک پرندہ بزبان فصیح کہتا ہے۔ التَّسْلَامُ عَلَيْكَ يَا دُلِّي اللّٰهُ هُوَ پھر بھی اس شخص کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں یہ مکر نہ ہو اور درحقیقت یہ ہے بھی مکر ہی۔ اور اس طرح کے واقعات تو بہت ہوتے ہیں کیونکہ تمام کاموں میں اصل صرف خوف خدا ہے۔

شعر

مُرْغِ اِيْمَانَ رَاوِ بِرِخَوْفٍ رُبَّ جَاسْتِ مُرْغِ بَلِّ بَرِّ اِبْرَانِيْدِنِ خَطَا اِسْتِ
تَرْجِمَهُ :- اِيْمَانَ كَيْ پَرْنَدِي دَوِ پَرِي. خَوْفِ اَوْر اُمِيْدِي بَلِّ پَر پَرْنَدِي
كُو اِطْرَانَا خَطَا هِي۔

شکستہ دانت درست کر دیے منقول ہے کہ ایک دن حضرت امیرؓ
سماں میں حضرت خواجہ کی خدمت میں

حاضر تھے کہ کچھ لوگوں کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ اُن میں سے ایک آدمی کے کچھ دانت ٹوٹ گئے۔ لڑائی کے بعد مضر دین کی طرف کے لوگوں نے چاہا کہ ضاربین کے پاس چلیں اور اُن سے دانتوں کی وراثت طلب کریں۔ اتفاقاً طرفین حضرت خواجہ کے مرید تھے اس جماعت میں سے ایک شخص نے کہا۔ پہلے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے جو حکم ہو اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ یہ جماعت حضرت خواجہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت حضرت امیرؒ بھی حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا "مجھے وہ دانت دکھاؤ۔ چنانچہ حضرت امیر نے وہ شکستہ دانت آپ کے سامنے حاضر کیے تو حضرت خواجہ نے حضرت امیر سے فرمایا کہ کوئی ایسا کام کرو کہ ان کا نزاع ختم ہو جائے حضرت امیر نے دانت پکڑ کر دعا کی اور ارواح متنازع سے مدد طلب کی اور اُن دانتوں پر دم کیا۔ شکستہ دانتوں کو اُن کی پہلی جگہ پر رکھا۔ تو حضرت امیر قدس سرہ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان دانتوں کو مستحکم اور درست فرمادیا جن کے دانت شکستہ ہوئے تھے وہ بہت حیران ہوئے اور دعویٰ سے دست بردار ہو گئے اور توبہ کی اور حضرت کے کمال حال کے معترف ہو کر راہِ حق کے پسندیدہ لوگوں میں سے ہو گئے۔

رباعی

آہنا کہ دل از الست مست آوردند
 جاں راز عدم قرب بدست آوردند
 از دیدہ قدم نہاوه اند بر سر حساب
 تا یک دل دیوانہ بدست آوردند
 ترجمہ :- جوگ ازل سے ہی مست دل لائے ہیں اور جان کو عدم سے
 ہی قرب سے مشرف کر کے لائے ہیں۔
 آنکھوں سے اپنی جان کے سر پر قدم رکھا ہے تاکہ ایک دیوانہ دل
 ہاتھ میں لائے۔

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے | منقول ہے

کلالہ کو روزن کلاں نام گاؤں میں ایک بار اس طرح آزمایا گیا کہ ایک
 آدمی وہاں فوت ہو گیا اس نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضرت امیر قدس
 سرہ پڑھائیں حالانکہ حضرت امیر سوخار میں تھے اور مشائخ کبار کی ایک
 جماعت وہاں جمع تھی۔ جن میں حضرت امیر دانشی مولانا شمس دین اسلموی
 اور حضرت مولانا تاج الحق والدین مجدد وانی بھی تھے جب حضرت امیر
 کو بلانے کے لیے قاصد روانہ کرنا چاہا، تو حضرت شیخ صوفی عاسونکی
 نے فرمایا کہ حضرت امیر کے پاس تمہیں آدمی بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں
 حضرت خود تشریف لارہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطن کی

صفائی عطا کی ہوئی ہے وہ خود تشریف لائیں گے۔ اُن میں سے ایک شخص نے طے کیا کہ ہم حضرت امیر سے آپ کے خلیفہ مجاز ہونے کے بارہ میں سوال کریں گے۔ کیونکہ اُن کو پیری مریدی کی کہیں سے اجازت نہیں۔ اچانک حضرت امیر تشریف لے آئے۔ جب لوگوں نے حضرت امیر قدس سرہ کی اس طرح تشریف آوری دیکھی تو تمام لوگ استقبال کو دوڑے اور حضرت کے کمال حال کے معترف ہوئے۔ جب جنازہ اور دفن سے فراغت ہوئی اور لوگ اروزن کی مسجد میں جمع ہو گئے۔ ہجوم بہت زیادہ ہو گیا تو دو شخصوں نے کہا۔

اجازت و خلافت کے متعلق سوال کا جواب یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہمارے درمیان

کہ امیر و اثنی مولانا شمس الدین کو کہہ رہے تھے کہ تمہیں تو اجازت ہے اور مولانا امیر و اثنی کو کہہ رہے تھے کہ تمہیں بھی اجازت ہے۔ درحقیقت اس بات چیت سے ان کا مقصد حضرت امیر کی اجازت و خلافت کے متعلق واقفیت حاصل کرنا تھا۔ حضرت امیر نے فرمایا "بھائیو! امیر و اثنی خود سید ہیں۔ جھوٹ نہیں کہتے اور مولانا شمس الدین بھی عالم ہیں وہ بھی جھوٹ نہیں کہیں گے کہ انہوں نے آئینہ دل میں اُن کو دیکھا اور تم نے اُن کو اپنے آئینہ دل میں دیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ تم دونوں کو کہیں سے اجازت

نہیں۔ اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "کہ دلِ دلِ کا آئینہ ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ہر آدمی وہی خراج کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتا ہے یعنی کوزہ سے وہی ٹیکے گا۔ جو اس کے اندر ہوگا۔ جب حضرت امیر نے ارشادات بیان فرمائے تو سب لوگ آپ کے کمال حال کے معترف ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اس با کمال مرد کے کمال سے غافل تھے۔ مذکورہ دونوں بزرگوں میں سے ایک نے یہ حدیث پڑھی۔

ادبیاتی تحت قبائی لا یعرفہم غیرہ۔

اس کے بعد حضرت امیر کمالِ قدس سرہ نے فرمایا کہ جو کچھ آپ نے پڑھا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ عبارت نہیں۔ اسی اثنا میں حضرت کی زبان درفشاں سے یہ بھی نکلا کہ جس کو الفاظ نبی کا محرم نہ بنائیں اس کو اسرار نبی کا محرم کب بنائیں گے۔ حضرت جب یہ فرما چکے۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نشد
 تاج الحق والدین

حضرت امیر سے التماس کی کہ اس شکتہ دل درست اعتقاد کو اپنی غلامی میں قبول فرمائیے۔ حضرت امیر نے فرمایا۔ میں اس قابل نہیں ہوں۔

لیکن تمہیں فرزندمی میں قبول کیا۔ اسی وقت اُن کو خلافت عطا کر کے
بیعت کرنے کی اجازت دے دی۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ
علم دین عطا کرتے ہیں۔ اُس کو تمام مقاصد و مطالب تک پہنچاتے ہیں۔

نظم

مرد را علم و عقل پیرایہ است ہر کرا این دُنیت لے مایہ است

علم و عقل اندر دے مایہ سود علم چو تارواں و عقل چو لود

ترجمہ :- مرد کے لیے علم اور عقل زینت ہے۔ جس کے پاس یہ

دونوں نہ ہوں وہ بے دولت ہے۔ علم اور عقل دونوں ہی نفع کے

سرمایہ ہیں۔ عقل زندگی تک ہے اور علم جان تک۔

علم باید تا عمل گنجے بود زانکہ بے دانش عمل رنجے بود

ترجمہ :- علم چاہیے تاکہ عمل خزانہ ہو۔ اس لیے کہ عمل بغیر علم صرف رنج ہی ہے

اس لیے کہ تمام کاموں میں اصل تو علم ہی ہے لیکن بغیر عمل کے کوئی شخص بھی مفید نہیں پہنچتا

ہر کرا علم نیست در ویش است گرچہ مالش ز خسرواں بیش است

ترجمہ :- جس کے پاس علم نہیں وہ بھوکا ہے اگرچہ اس کے پاس مال بادشاہوں

سے بھی زیادہ ہو۔

جان جان دانش است جہلش مرگ او جاہلاں را د و مرگ در پیش است

ترجمہ :- علم جان کی جان ہے اور جہالت اس کی موت ہے۔ جاہلوں کو

دو موتیں درپیش ہیں۔

علم ایسا چاہیے کہ آدمی کو خدا تک پہنچائے۔ اس لیے کہ علم وہ ہے جو رہبری کرے۔

علم صورت پیشہ آب و گل است علم معنی رہبر جان و دل است
صرف ظاہری علم تو پیشہ آب و گل ہے اور علم باطن تو جان و دل کا رہبر ہے۔

علماء کی اقسام اگرچہ علماء کی کسی قسمیں ہیں لیکن درحقیقت تمام علموں سے مقصود تو خدا شناسی ہی ہے جب اللہ جل شانہ

کو پہچان لیا اور الرحمن علم القرآن واسے مکتب میں تعلیم نصیب ہوئی اور اس مکتب کی تعلیم سے عالم ہو گیا۔ تو وہ تمام نظروں کا حقدار ہو گیا اور اللہ تعالیٰ اس کو تمام مقاصد اور مطالب تک پہنچائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک گھڑی میں تمام جہان کی سیرا میر کے بعض خادم مولانا جلال الدین

منقول ہے کہ ایک دن حضرت کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اہل تصوف کی باتیں اور ان کی کرامات کا ذکر کر رہے تھے۔ اسثناء میں مولانا جلال الدین نے فرمایا۔ اس وقت بھی جہان میں کوئی ایسا مرد ہو گا جو شریعت مصطفویہ کے طریقہ پر مستقیم ہو اور

تجربہ و طریقت پر بھی مستحکم ہو۔ نایاب ہی ہے۔ حضرت امیر قدس سرہ کے
 مریدین میں سے ایک آدمی نے کہا۔ اے مخدوم ہمارے زمانہ میں بھی
 ایسے مرد ہیں جو ہمہ صفت موصوف ہیں اور ان کے کمال کی یہ کیفیت
 ہے۔ کہ مشرق سے لے کر مغرب تک تمام جہان کی سیر ایک گھڑی میں
 کر سکتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین نے فرمایا۔ ایسا مرد کہاں ہے اس
 شخص نے کہا کہ میرے شیخ اور میرے سید ایسے ہیں۔ مولانا نے کہا۔ کہ
 کیا تو ہمیں ان کی صحبت بابرکت میں پہنچا سکتا ہے تاکہ ان کی خاک پا
 کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا میں اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔
 اس مرد نے کہا۔ کہ آپ کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ آپ ان کی
 طرف توجہ کریں۔ وہ خود تشریف لے آئیں گے۔

مولانا حضرت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت
طلب صادق کی برکت امیر قدس سرہ خود تشریف فرما ہو گئے۔

اور اسی مجلس میں بیٹھ گئے۔ اس مرد نے مولانا جلال الدین سے کہا۔ مولانا
 یہ ہمارے پیر و مرشد تشریف لے آئے ہیں۔ جب مولانا نے حضرت کو
 دیکھا تو عرض کیا۔ حضرت ہمارے ملک میں کیسے تشریف آوی ہوئی۔
 حضرت امیر نے کہا۔ تمہاری توجہ اور طلب ہمیں لے آئی ہے۔ اس
 لیے کہ جب طالب کی طلب سچی ہوتی ہے تو وہ جو کچھ طلب کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اُسے پہنچا دیتا ہے۔

بیت

ہر کہ اور صدق صادق آمدست بر سرش معشوق عاشق آمدست
ترجمہ :- جو شخص صدق میں صادق ہو معشوق خود اُس پر عاشق ہوتا ہے

عطائے خلافت اور اعتراض کا جواب حضرت مولانا نے حضرت
امیر سے بیعت کی

اسی وقت حضرت امیر نے مولانا کو خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا اور
بہت زیادہ نظر کرم فرمائی۔ اس مجلس میں حضرت امیر کے بعض مرید جافہ
تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم تو عرصہ دراز سے جناب کے مرید
ہیں ہمیں توبہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔ جو مولانا کو ایک ہی گھڑی میں
عطا ہو گئی ہیں۔ حضرت امیر قدس سرہ نے فرمایا عزیزان من! مولانا نے
قبل ازیں بہت کام کیا ہوا ہے اور راہِ طریقت بہت طے کیا ہوا ہے
صرف اجازت کی ہی کمی تھی۔ جیسے قطب بیری خواجہ عبید اللہ انصاری فرماتا
ہیں کہ رحمتِ حق اچانک آتی ہے۔ لیکن دلِ آگاہ پر آتی ہے۔ پس جس
شخص نے اپنے وجود کو علوم دینیہ کے حصول میں ریاضت اور مجاہدہ
کی کٹھالی میں پگھلایا ہو اور تمام عمر شریعتِ محمدی کے علم میں صرف کی ہو

اور جوانی سے بڑھا پلے تک پہنچا ہو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اس دولت
عظمتی سے محروم رہے۔ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے۔

رباعی

تادل صدف در حقیقت نشود جاں محرم اسرار طریقت نشود
مگر ارجوانے کے در رہ عشق تا نفس جوان پیر طریقت نشود
ترجمہ :- جب تک در حقیقت کا صدف نہ ہو۔ جان اسرار طریقت
سے محرم نہیں ہوتی۔ اگر کوئی جوان عشق کے راہ میں ہو تو جب تک اس
کا نفس جوان ہے وہ پیر طریقت نہ ہوگا۔

ہاں بہت سے اہل علم ایسے بھی ہیں جنکی زبان تو
علماء و سواد عالم ہے لیکن ان کا دل عالم نہیں۔ ان کو اہل
الہ کی نظر کا استحقاق نہیں۔ چنانچہ قطب العارفین مولانا جلال الدین
والحق فرماتے ہیں۔

شعر

آہ ازیں زشتاں کہ چوں رومی نمایند از نقاب
از برون و سو آفتاب و زروں سو منجلاب

ترجمہ :- ان بد فطرت لوگوں پر افسوس ہے کہ جب نقاب سے منہ باہر نکالتے ہیں تو جو باہر سے آفتاب نظر آتے تھے وہ اندر سے گندے پاؤں کے جوہر نظر آنے لگے۔

درحقیقت عالم وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کو پوشیدہ صفات کے ساتھ پہچانیں اور جیسے باہر سے دکھائی دیں اندر سے بھی ایسے ہی ہوں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ”مرد وہ ہے جس کو کردار اس کے دیدار سے بہتر ہو“

مشہور ہے کہ حضرت سلطان العارفين بايزيد بايزيد اور محنت کا مکالمہ بسطامی کسی راستہ میں ایک پل پر پہنچے وہاں آپ نے کسی محنت کو آراستہ پیراستہ دیکھا۔ حضرت سلطان العارفين نے اس سے منہ پھیر لیا۔ محنت کو جب حضرت کی وگردانی کا پتہ چلا تو عرض کیا۔ اے بزرگوار دین۔ اے سالکِ راہ یقین۔

بیت

ماہم چناں کہ مے نماہم بخلق تو نیز چنانکہ مے نماہی مہستی
ترجمہ :- ہم جیسے ہیں مخلوق کو ویسے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ کیا آپ بھی
جیسے دکھائی دیتے ہیں ویسے ہی ہیں۔

بعض صلحاء اور سالکین طریقت نے عالم اور عارف کی یوں
عالم حقانی تعریف بیان کی ہے کہ حال وہ ہیں کہ جنکا کردار اُن
 کے ظاہری دکھاوے سے بہتر ہو کیونکہ تمام علموں سے مقصود و توحید
 تعالیٰ کو پہچاننا اور اپنے علم پر عمل کرنا ہے۔

بیت

جعدہ دیواست دانش بے عمل سخرہ شیطان بود مرد و غسل
 گر عمل با علم تو پیوند نیست جبہ و دستار دانش منڈ نیست
 تم مجہدہ علم بغیر عمل کے شیطان کا فریب ہے۔ کھوٹا آدمی شیطان کا
 امیر ہے۔ اگر علم کے ساتھ عمل کا پیوند نہیں۔ توجہ و دستار کو عالم
 نہیں کہتے۔

حضرت امیر کلاںؒ کبھی کبھی معرفت کا بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے
 کہ عمل علم کے ساتھ اور علم عمل کے ساتھ اپنے اپنے عامل کو رضائے
 حق اور تقائے حق سے مشرف کرتا ہے۔ اس لیے کہ حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ
 کو جاننے کا نام ہے اور عمل میں نظر ڈالنی چاہیے۔ کیونکہ ریا کی بندگی تو
 شرک خفی ہے۔

خدا شناسی کی علامت یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے دُٹے

کیونکہ تمام کاموں میں اصل تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہی ہے۔ جب کوئی شخص خدا کو جانتا ہے۔ تو اُس سے ڈرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اُس کے بندوں میں سے
علم والے۔

اور جب بندہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو جاتا ہے تو بہشت میں آتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ”کہ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے یعنی یہ بہشت جو تو نے سنا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو آدمی خدا تعالیٰ سے ڈرنے کو اپنا پیشہ بنا لے۔ اپنے تمام مقاصد اور مطالب تک پہنچتا ہے اور ہر پوشیدہ چیز کا دیدار کرتا ہے اور اگر تو روئے زمین کی تمام کتابیں پڑھ لے اور تجھے یاد بھی ہوں اور تیرا یہ علم خدا کے ڈر سے خالی ہو تو تجھے اس علم سے سوائے شرمندگی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔“

رباعی

علمی کہ معلمش در سینہ بود در سینہ بود ہر آنچه درسی بود

حد خانہ کتاب خوانی و سولے نکند آں بہ کہ کتب خانہ در سینہ بود
 ترجمہ :- ایسا علم جس کا معلم سینہ میں ہو۔ جو سینہ میں ہوتا ہے وہ درسی
 نہیں ہوتا۔ سو کتب خانہ پر لٹے ڈالے اور تجھے نفع نہ کرے۔ اس سے تو یہ
 بہتر ہے کہ تیرا کتب خانہ سینہ میں ہو۔

علم نافع وہ ہے جو آدمی کو ماسوائے خدا کے ہر ایک سے دور
 رکھے اور نفس کی آرزوؤں اور باطل خواہشات سے مانع ہو۔

رباعی

علیکہ ہم از انا دلہمت بر ہاند وز دروہر معلمت بر ہاند
 یک منع بتوجیہ مکن نفست را تا از ہمہ لانسلمت بر ہاند
 ترجمہ :- وہ علم جو تجھے اقا اور لہو سے چھڑائے اور تجھے معلم کے
 دروہر سے نجات دے اپنے نفس کو ایک توجہ کے ساتھ منع کرے
 تاکہ تمام لانسلمتوں سے چھوٹ جائے ایسے شخص سے صحبت رکھنی چاہیے
 جو تجھے خدا تک پہنچائے۔

بیت

صحبت بدست دارا گزیت طاقت بااں کے بدار کر با دست صحبتش

ترجمہ :- صحبت دوست کے ساتھ رکھ اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھ جی اس کے ساتھ صحبت ہو۔

قطب العارفين حضرت خواجہ عبدالخالقؒ کے وصایا شریفیہ میں اسی طرح مذکور ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین مرید کو بچا لیا۔ بخاری قضان سلطان کے سامنے جلاوی کے کام پر مامور تھے کہ ایک شخص کسی نہمت میں گرفتار ہو کر پادشاہ قضان سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔ پادشاہ نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ خواجہ بہاؤ الدین اس شخص کو قصاص گاہ میں لے گئے اور اس کی آنکھوں پر پیٹی باندھ دی اور شمشیر کھینچ لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رو د بھیجا اور اس کی گردن پر تلوار ماری۔ لیکن تلوار نے کام نہ کیا، دوبارہ خواجہ بہاؤ الدین نے تلوار کھینچی اور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رو د پڑھا۔ اور تلوار ماری لیکن تلوار پھر بھی کار نہ ہوئی۔ تیسری بار پھر غضبناک ہو کر تلوار ماری۔ لیکن تلوار نے پھر بھی کام نہ کیا اور حضرت خواجہ اس بات سے واقف ہو چکے تھے کہ تلوار اٹھانے کے وقت زیر لب کچھ کہتا ہے حضرت خواجہ نے اس سے کہا کہ تجھے اس خدا کی قسم جس کے پیغمبر اور کوئی خدا نہیں مجھے بتا کہ تو کیا چیز کہتا ہے۔ اس مرد نے کہا کہ میں اپنے پیروم مرشد کو یاد کرتا

ہوں اور خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ خواجہ بہاؤ الدین نے کہا تیرے
 پیر کون ہیں۔ حضرت کے مرید نے کہا۔ میرے شیخ سید امیر کلال قدس سرہ
 ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا اس وقت تیرے شیخ کہاں ہیں۔ اس شخص
 نے کہا۔ بخارا کی ولایت میں سوخار نام کے ایک گاؤں میں تشریف
 فرما ہیں۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور ہوا کی
 سی تیزی کے ساتھ سوخار کی طرف چل پڑے اور زبان سے فرمایا جو شیخ
 اپنے مرید کو تلوار سے بچا سکتا ہے تو اگر کوئی آدمی اس کی خدمت میں حاضر
 ہو اور آدابِ خدمت بجالائے تو کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے
 ناریہنم سے بچائے۔

حضرت خواجہ کے امیر کلال کے پاس حاضر ہونے کا سبب یہی
 واقعہ بنا ہے۔

پرنڈے حاضر خدمت ہو گئے | منقول ہے کہ ایک دن حضرت امیر
 کو قرمان جانے کا شوق ہوا اور

شیخ ابراہیم وہیں تھے۔ جب حضرت امیر وہاں پہنچے۔ شیخ ابراہیم نے فرمایا
 کہ یا امیر میں حلال گوشت کہاں سے پیدا کروں کہ ابھی تو گوشت نہیں
 ہوا۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ تم اس جنگل میں جاؤ اور پرندوں کو اپنے پاس
 بلاؤ۔ جب پرندے تمہارے پاس آجائیں تو ان میں سے چند پرندے

ہمارے پاس لے آؤ اور یہ حلال گوشت ہے۔ اس کے بعد شیخ اٹھے اور جنگل میں آئے اور پرندوں کو بلایا۔ تمام پرندے حاضر ہو گئے۔ شیخ نے ان میں سے چند جدا کر لیے اور حضرت امیر کی خدمت میں حاضر کر دیے۔ حضرت امیر کے ایک بار کے فرمان کی برکت سے جب کبھی شیخ ابراہیم جنگل میں جاتے اور پرندوں کو طلب کرتے تو تمام پرندے حاضر ہو جاتے یہ قصہ بہت مشہور ہے۔

حضرت بارفقت قطب العارفین برہان الواصلین خواجہ عبدالخالق نور اللہ مرقدہ کے وصایا مقدسہ میں وصیت کی گئی ہے کہ جاہل صوفیوں سے بچو۔ کیونکہ یہ لوگ دین کے دشمن ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے رہن ہیں۔ جب راہ سلوک میں گامزن ہونا چاہو تو پہلے ہمراہی یعنی ساتھی بکھڑو۔ اس وقت راہ پر چلو۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنا نصیب ہو۔ جیسا کہ عارف رومی نے فرمایا ہے۔

رباعی

یکے پندے دہم اے صاحب دین یکے پندے دل آویزے خوش آئیں
 دلا منیش بہ پہلوئے حریفان کہ جاں گر گیس شود از جان گر گیس
 ترجمہ :- اے صاحب دین میں تجھے ایک نصیحت دیتا ہوں، ایسی نصیحت

اور دل کو بھی پکڑے اور خوش آئند بھی ہو۔ اسے دل ناجنوں کے پہلو میں نہ
 بیٹھو کیونکہ گرگین کی صحبت میں جان بھی گرگین صفت ہو جائے گی۔

بیٹ

حق بہ ذات پاک اللہ الصمد کہ بود از مار بدتر یاز بد
 ترجمہ :- اللہ بے نیاز کی قسم حق بات ہے کہ بڑا سا تھی سانپ سے
 بھی بدتر ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت امیر علیہ الرحمۃ
صحبت کی برکات مہاروف کا بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے۔
 کہ خوش نصیب تھے وہ لوگ جو رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت
 سراپا برکت میں حاضر باش تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 شریعت کی پیروی کرتے تھے۔ اگر یہ دولت نصیب نہ ہو۔ تو ان لوگوں کی
 صحبت بھی بہت خوش نصیبی ہے جنہوں نے حضور سرور کائنات صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ ان کے ہم صحبت کو تابعین کہتے ہیں اگر یہ بھی ميسر نہ ہو
 تزیع تابعین کی صحبت بھی بڑی سعادت ہے۔ کیونکہ بارگاہِ خداوندی
 میں ان کو شرفِ بندگی حاصل ہے۔ جب یہ جماعت بھی دنیا
 سے رحلت فرما گئی۔ اور لے معنی دعوتیں سدا ہو گئیں کہ تم عابد ہیں ہم

زائد ہیں۔

لیکن خاصان خدا وہ لوگ ہیں جو نبی صلی اللہ
خاصان خدا کون ہیں | علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرتے اور

مذہب اہل سنت و جماعت پر زندگی گزارتے ہیں اور اپنے جسموں کو
درحق کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے اور اپنے دلوں کو پروردہ

ہائے عفت سے بچا کر رکھا ہے اور اہل تصوف کے نام سے مسلمانوں کو
مشہور ہیں اور یہ نام ایسے آدمی کے لیے کہنا چاہیے جو قرآن مجید کی تعلیم

کرنے والا ہو۔ چنانچہ اہل تصوف کے نام روشن ہیں۔ ان میں سے کاشف
اسرار الحقیقتا شیخ الطریقۃ خواجہ ابوبکر کی کتاب تعرف میں

کچھ نام مذکور ہیں۔ اور ارباب یقین کے نزدیک مشہور ہیں۔ اگر ہر ایک
کے القاب کے ساتھ نام لکوائے جائیں تو یہ کتاب بہت لمبی ہو جائے

گی اور بوجہ مختصر ہونے کے اس میں اتنی گنجائش نہیں۔ ہاں چند بزرگوں کے
نام جن کے ناموں کی معرفت کے ہم محتاج ہیں۔ وہ اس کتاب کے آخر

میں احباب کی ہمت و برکت سے ذکر کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
اس لیے کہ دورِ آخر کو پہنچا ہوا ہے اور آدمیوں کو دنیا کے دنیا کی رغبت

بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ اور یہ معنی لوگوں کے درمیان باقی نہیں رہا لوگ
نہ تو بوجھنا جانتے ہیں اور نہ ہی خود علم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دوری

بے علمی اور حُب دنیا کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ اس سالک نے فرمایا ہے۔

رباعی

تاخانہ دل چائے در اغیار بہ بینی خلوت گہ جان در حرم یار نہ بینی
مارا کہ چو طائفہ منتظر اند تا جملہ نکر دند تو دیدار نہ بینی

۵

جب تک خانہ دل میں اغیار کے ہے جگہ دیکھیگا
جان کو خلوت گاہ حرم یار میں نہ دیکھے گا
ہم جو طائفہ کی طرح منتظر ہیں
جب تک تنہائی نہ ہوگی دیدار نہ دیکھے گا
یعنی جب تک تو دل کا منہ دنیا اور اہل دنیا سے کلی طور پر نہ پھیر لے گا
اس وقت تک مقصود حقیقی منہ نہیں دکھائے گا۔

نے یار ہر کے را دیدار مے نماید نے ہر حقیر دل را رخسار مے نماید

۵

یار ہر ایک کو دیدار نہیں دکھاتا ہر حقیر دل کو رخسار نہیں دکھاتا
دامم الاوقات حضرت امیر کلام اپنے معارف میں اصحاب طریقت
سے فرماتے ہیں کہ اگر عبادت کرتے کرتے تمہاری پشت دوہری ہو جائے

اور تمہارا بدن کمان کی زہ کی طرح ریاضت میں باریک ہو جائے۔ خدا کی عظمت و بزرگی کی قسم کہ پھر بھی مقصود تک نہیں پہنچو گے جب تک کہ لقمہ اور لباس کو پاک نہیں رکھو گے اور شریعت کی پیروی نہیں کرو گے کیونکہ تمام کاموں کی بنیاد ہی یہ ہے اور وثیابک فطرہ سے بھی اس کو تقویت ہوگی۔ اگرچہ بعض مفسرین نے اس سے دل کی پاکیزگی مراد لی ہے کیونکہ نیک خلق کے برابر کوئی صفت بھی نہیں ہو سکتی۔ نیک خلق ہر انسان کے لیے عموماً اور سالک راہ طریقت کے لیے خصوصاً نہایت ضروری ہے اور آدمی کو اپنے مطلوبہ مقاصد تک اسی سے رسائی حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ نبی علیہ السلام کی صفات بہت تھیں اور تمام کی تمام نیک تھیں لیکن ان تمام صفات نبوی میں سے خلق کو عظیم سے متصف فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک خلق تمام نیکیوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

ترکستان کے لوگوں کی حاضری ^{منقول ہے کہ ترکستان سے ایک} جماعت ولایت بخارا میں وارد

ہوئی اور شہر میں داخل ہو کر اہل بخارا سے حضرت امیر کا ذکر کرنے لگے۔ ان کے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کو کس طرح جانتے ہو۔ حالانکہ حضرت امیر ہمیشہ سے بخارا میں مقیم ہیں اور یہاں

کبھی سفر نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر کو ترکستان میں اتنی شہرت ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں اور ہم تمام ان کے ہاتھ پر بیعت ہیں اور ان کے مرید ہیں۔ ہماری ارادت کا سبب یہ ہے کہ ہمیں جب بھی کوئی مهم درپیش آتی ہے حضرت کی ہی باطنی ہمت سے اللہ تعالیٰ ہماری مشکل آسان فرما دیتا ہے۔ ایسے بہت سے واقعات ہوتے ہیں اور ہم نے آپ سے ہم گرامی بھی پوچھا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا ہے کہ میرا نام امیر کابل سے لہذا ہم سب آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر آپ سے بیعت ہو گئے۔ ان لوگوں نے حضرت کی اتنی صفت بیان کی کہ لوگ حیران رہ گئے۔

اس کے بعد حضرت امیر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی اللہ کی سیرا ایسے بندے بھی ہیں جو چشم زون میں مشرق سے مغرب تک کی سیر کرتے ہیں اور مخلوق میں سے کسی کو اس کے حال کی اطلاع نہیں ہوتی۔ ترکستان کی مسافت کی کیا مقدار ہے وہ جماعت جو پہلے ہی حضرت کی معتقد تھی اور زیادہ وابستہ دامن ہو گئی۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت امیر بخارا از شکوہ یوریا لہرز دسر پہ شریفیت کی جامع مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے دولت خانہ کو شریفیت

لے جا رہے تھے جب آپ کلاباد پہنچے تو دیکھا کہ کلاباد اور فتح آباد کے درمیان سبزہ زار پر ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے وہ لوگ کسی چیز میں مشغول ہیں غیہ شرعی امور سے پاک مجلس برپا کیے ہوئے ہیں، اُن کے درمیان ایک پیر مرد بیٹھا ہوا ہے جس کو اُن لوگوں نے اپنے ہاں بلایا ہوا ہے اور یہ تمام لوگ درویشوں کی معرفت اور اُن کی کرامات بیان کر رہے ہیں۔ اچانک حضرت امیر قدس سرہ اُن کے قریب پہنچ گئے کہ اس جماعت نے پہچان لیا کہ حضرت امیر شریف لارہے ہیں۔ حضرت نے اپنے پیاروں سے فرمایا۔ کچھ جانتے ہو۔ یہ کون لوگ ہیں۔ پیاروں نے عرض کیا کہ امیر تیمور کے خیمے ہیں۔ حضرت امیر کی آواز سن کر امیر تیمور فوراً خیمہ سے باہر نکلا اور حضرت امیر کلال کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے مخدوم مکرم آج میں آپ کی زبان مبارک سے اپنے متعلق کوئی ایسا ارشاد سنا چاہتا ہوں جو میرے لیے باعث تسکین قلب ہو۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ درویشوں کی باتیں پوشیدہ ہوتی ہیں اور میری تو عادت ہے کہ اس وقت تک کوئی بات نہیں کہتا کہ جب تک حضرت عزیزان قدس سرہ کی روحانیت کا اشارہ نہ ہو اور ہمارے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی طرف سے بات نہیں فرماتے تھے۔ لیکن تمہیں چاہیے کہ منتظر رہو اور غافل نہ رہو کہ تمہارے کام میں بڑی روشنی ہے اور تمہیں بہت خیر و برکت نصیب ہوگی۔

ب حضرت امیرؑ اپنے گھر پہنچے اور اپنے خلوت خانہ میں تشریف لے گئے کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کی۔ عشاء کی نماز کے بعد حضرت عزیزاں قدس سرہ کی روحانیت نے حضرت امیر سے کچھ امور بیان فرمائے۔

اور حضرت امیر نے اپنے محرمانِ راز میں سے قرمان **امیر تیمور کو بشارت** کے رہنے والے شیخ منصور کو طلب کیا اور اس کو حکم فرمایا کہ جلد از جلد امیر تیمور کو جا کر کہو کہ اپنے گھر سے نکلے اور خوارزم کی طرف متوجہ ہو۔ اگر بیٹھا ہو تو کھڑا ہو جائے اور فوراً روانہ ہو جائے۔ کیونکہ مشائخِ بخارا کے ارواحِ طیّبہ نے تجھے اور تیرے بیٹوں کو حکومت و پدیری سے شیخ منصور جب امیر تیمور کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ سراپا انتظار بن کر کھڑا ہے۔ تیمور نے فوراً سوال کیا کہ حضرت امیر کلال نے کیا فرمایا ہے۔ شیخ منصور نے تمام بات پہنچا دی۔ امیر تیمور بغیر کسی توقف کے گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہوا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک جماعت آئی۔ جس نے خیمہ کے ارد گرد گھیرا ڈال لیا۔ تیمور اور اس کے ساتھیوں کو بہت تلاش کیا۔ لیکن وہاں کسی آدمی کا نام و نشان تک نہ ملا۔ حضرت امیرؑ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔ یعنی امیر تیمور خوارزم سے کامیاب و کامران واپس لوٹا۔ جو آدمی بزرگانِ دین کے اشارے پر کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُن کے کاموں میں لحظہ بہ لحظہ ترقی اور عروج عطا فرماتے ہیں۔

امیر تمبور کی نیاز مندی | منقول ہے کہ امیر تمبور شیخ شمس الدین کے ساتھ

ایک رات حضرت امیر کلال کی زیارت کی غرض

سے آئے۔ راستہ میں ایک ترک ملا جس نے ہاتھ میں بکریاں پکڑی ہوئی تھیں

وہ بھی اُن کے ساتھ ہی امیر کلال کی زیارت کے لیے آ رہا تھا۔ جب وہ امیر

کلال کے گاؤں کے قریب والے گاؤں میں پہنچے۔ وہاں حضرت امیر پھرے

ہوئے تھے۔ حضرت امیر کے گھر کی طرف رہنمائی کرنے والا کوئی شخص انہیں

نہ ملا۔ اچانک حضرت امیر خود تشریف لائے اور اُن کے ہاتھ پکڑ کر اُن کو

گھر لے گئے۔ چونکہ اُن کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت امیر یہی ہیں۔ لہذا حضرت

نے اُن کا حال احوال پوچھا اور فرمایا کہ کوئی شخص کسی درویش کی زیارت

کے لیے جائے تو اُسے راستہ نہیں بھولتا۔ ابھی اُن باتوں میں ہی تھے۔

کہ ترک کی بکریاں اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ گئیں۔ ترک اُن کے

پکڑنے کے لیے بھاگا۔ حضرت امیر کلال نے فرمایا کہ بھائی پریشان نہ ہو۔

بکریاں کہیں نہیں جائیں گی۔ تو آرام کر۔ ترک جب بیٹھ گیا تو بکریاں بھی

واپس آگئیں۔ اُن کو گھر لے آئے۔ اظہار عقیدت کیا اور ان بکریوں کو

امیر تمبور کی دعوت کے لیے ذبح کیا۔ حضرت امیر کلال نے فرمایا کہ اے

شمس الدین جو شخص خدا تعالیٰ کا کام اس طرح کرتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا

تو خدا تعالیٰ بھی اس کا کام اسی طرح کرتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا شیخ شمس الدین اور امیر تمپور آپ کے احوال رفیعہ دیکھ کر آپ کے کمال کے معترف ہوئے حضرت امیر کلالؒ نے شیخ شمس الدین کو خلافت خلافت سے نوازا اور سعیت کرنے کی اجازت دی اور اسی مجلس میں امیر تمپور کو شیخ شمس الدین کے سپرد کیا اور فرمایا کہ ان کی تربیت میں کوئی کوتاہی نہ کرنا اور اسی نگہداشت نفس کے ذریعہ سے ہی ہر مرتبہ میں درجہ کمال کو پہنچے۔

منقول ہے کہ امیر تمپور نے جب سمرقند میں سکونت
امیر تمپور کی دعوت کی تو ایک قاصد بخارا میں حضرت امیر کلالؒ کی خدمت

بابرکت میں ارسال کیا کہ حضرت ازراہ لطف و کرم یہاں تشریف لائیے اور اس ملک کو اپنے قدم مہینت لزوم سے مشرف فرمائیں کیونکہ ہمارا آنا فرادشوار ہے۔ کیونکہ فرمان خداوندی ہے کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو فاسد کر دیتے ہیں لہذا میرا آنا تو ایک جماعت کے لیے باعث تکلیف ہو گا۔ جب قاصد حضرت امیر کلالؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے سمرقند جانے سے معذرت کی اور فرمایا۔ ہم یہیں جاگونی میں مشغول ہیں ہماری عادت کسی جگہ جانے کی نہیں۔ اپنے فرزندوں میں سے حضرت امیر عمر کو بطریق معذرت امیر تمپور کے پاس بھیجا اور ان سے فرمایا کہ امیر تمپور سے مل کر ہماری طرف سے معذرت کرنا اور ساتھ ہی فرما

دیا کہ امیر تیمور تمہیں کوئی عہدہ یا انعام وغیرہ دے گا۔ ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر کوئی چیز قبول کی تو ہمارے پاس نہ لانا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی چیزیں قبول نہ فرماتے تھے۔ اگر تم قبول کرو گے تو اپنے جدا مجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرو گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ درویش ہمیشہ مومنوں کے لیے دعا گوئی میں مشغول ہیں۔ اگر وہ دنیا کی طرف مائل ہو کر اس میں مشغول ہو جائیں تو ان کی دعا حجاب میں رہ جاتی ہے جب امیر عمر امیر تیمور کے پاس پہنچے تو چند روز قیام فرمانے کے بعد اجازت طلب کی اور واپس روانہ ہوئے۔ امیر تیمور نے عرض کیا کہ تمام بخارا آپ کو بطور جاگیر پیش کرتا ہوں۔ امیر عمر نے قبول نہ کیا۔ امیر تیمور نے کہا کہ بخارا کی نہر کے پانی کی ملکیت تو قبول کر لو۔ حضرت امیر نے وہ بھی قبول نہ فرمایا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ درویشوں کے دل میں تمہاری جگہ ہو تو تقویٰ اور عدل اختیار کرو۔ درویشوں کے دل میں تمہارے لیے جگہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ اور اس کے خاسان بارگاہ کے قرب کا یہی ذریعہ ہے۔ اس طریقہ سے آپ دلوں میں مقبول ہوں گے۔

بیت

زہے آں فرزند کہ برودست زند باوجود عدش را غم نہیودہ نہ خورد

نظر آتا کہ نکر وند سر مشنت خاک الحق انصاف تو اں واو کہ صبا نظرند
ترجمہ: مبارک ہے وہ فرزند جو دنیا پر ہاتھ ماروے۔ دنیا کے ہونے نہ
ہونے کا بیوہ غم نہ کھائے۔ جن لوگوں نے مشنت خاک پر نظر نہیں کی۔
سچ ہے کہ از روئے انصاف وہی اہل نظر ہیں۔

ما زاغ البصر وما طغى بمى انہی معانی کو تقویت دیتا ہے اور صحیح
حدیث میں ہے کہ فقراء اُمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء اُمت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس جہان کا آدھا دن جنت میں پہلے
جائیں گے۔ اُس جہان کا آدھا دن دنیا کے پچیس ہزار سال بنتے ہیں۔ ورویش
کو چاہیے کہ دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ فریب نہ کھائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
سے دوری کا یہی سبب ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت امیر
اہل اللہ کی بے ادبی کی سزا اپنے پاروں کے ساتھ بخارا کی جامع
مسی میں تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک شخص اپنے کھیتوں میں مصروف
کار تھا۔ اس شخص کے غلام نے اُس سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اُس
نے کہا کہ یہ جنت خورے ہیں۔ حضرت امیر نے نور کر امت سے یہ بات
معلوم کر لی اور زبان در نشاں سے فرمایا کہ اے دوستو! حضرت امیر کلاں
نے فرمایا ہوا ہے کہ ورویشوں کے حق میں بے اعتقادی نہیں کرنی چاہیے

کہیں خارش زدہ ہو کر وار دنیا سے کوچ نہ کر جائے۔ تمام پار حیران تھے کہ یہ کیا بات حضرت امیر کی زبان مبارک پر جاری ہوئی ہے۔ وہ لوگ اس ماجرا سے ناواقف تھے جب حضرت اپنے ساتھیوں سمیت سے واپس لوٹے تو اس شخص کو دیکھا کہ بسبب حرارت گروہ کے ہلاکت کے قریب ہو چکا ہے۔ جب حضرت اس شخص کے قریب پہنچے تو اس نے کہا کہ میں نے بُری بات کہی ہے۔ لہذا مجھے حضرت امیر کے پاس لے چلو۔ جب اس شخص کو حضرت امیر کے قریب لائے۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ یہ شخص کارگر تیر کھا چکا ہے اس کا جانیر ہونا مشکل ہے۔ یہ علاج پذیر نہیں اس کو واپس لے جاؤ کیونکہ اس کا کام آخر کو پہنچا ہوا ہے جب وہ شخص اپنے گھر گیا تو مر گیا۔

بیت

زہارا زیں قوم گریزاں مے باش
 صدر سربند در میان بنود دست
 ترجمہ: خبردار اس قوم سے بچ کر رہنا چاہیے۔ سو سرکٹ جلتے ہیں لیکن
 در میان میں کوئی ہاتھ بھی نہیں ہوتا۔

جو چیز اہل اللہ سے لگ جائے اسے آگ نہیں جلا سکتی ^{منقول ہے}
 کہ ایک

دن حضرت خواجہ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت امیرؒ کے مریدین میں سے
 تھے حضرت امیرؒ کی زیارت کے قصد سے حاضر ہوئے تھے۔ حضرت امیر
 قرنیہ خواجہ مبارک میں تھے۔ حضرت امیرؒ چولے میں آتش جلا نے میں مصروف
 تھے۔ جب حضرت خواجہ بہاؤ الدین پہنچے تو حضرت امیرؒ نے فرمایا کہ بہت
 اچھے موقع پر آئے ہو۔ آگ جلا نے میں مشغول ہو جاؤ۔ جب خواجہ آگ
 جلا نے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خواجہ کے پاس ایک پوستین تھی جس
 میں جوئیں وغیرہ بہت تھیں۔ جب ان کو آگ کی گرمی پہنچی تو وہ حرکت میں
 آکر خواجہ کو تکلیف دینے لگیں۔ خواجہ نے تنگ آکر وہ پوستین آگ میں ڈال
 دی۔ حضرت امیرؒ کو پتہ چلا تو فرمایا۔ بہاؤ الدین ایسا کام کیوں کیا ہے؟
 خواجہ نے عرض کیا غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے معاف فرماؤں۔ حضرت امیرؒ نے
 فرمایا۔ اندر آؤ اور اپنی پوستین کو آگ سے باہر نکالو۔ خواجہ بہاؤ الدین نے
 عرض کیا کہ آگ اتنی تیز ہے کہ میری پوستین اگر پتھر ہوتی تو بھی پھل جباتی
 حضرت امیرؒ نے ناراضی کے انداز میں فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ یہ کپڑا اور پوشوں
 کے ظاہر جسم پر تھا اور آتش شوق میں جلا ہوا اس کو دنیا کی آگ کیسے جلا سکتی
 ہے۔ جلے ہوئے کو دوبارہ کب پھونکتے ہیں۔ اے بہاؤ الدین اگر تو خود
 آئے تو ضرور ڈر۔ جب تجھے لائیں تو بالکل نہ ڈر اور آگ میں آجا خواجہ
 نے نگاہ کی تو پوستین کو دیکھا تو وہ صحیح سلامت تھی۔ حضرت امیرؒ نے فرمایا

”آنا اور ہے“ اور لانا اور ہے۔ حضرت خواجہ نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا، اور آگ کے اندر آکر اپنی پوستین نکال لی۔ اس کے بعد حضرت امیر نے فرمایا کہ بہاؤ الدین جو چیز درویشوں کے ظاہر حشم پر ہو، دنیا کی آگ جب اُسے جلا نہیں سکتی تو جو چیز درویشوں کے دل میں راہ پا جائے۔ یقیناً اُس کو آتش دوزخ نہیں جلائے گی اور اللہ تعالیٰ کی عنایت کی کوئی نہایت نہیں۔

منقول ہے کہ حضرت امیر کلالِ دُن کو تو نما
مردانِ غیب سے ملاقات لوگوں کے ساتھ صحبت رکھتے اور رات

کو مردانِ غیب کے ساتھ ہم صحبت ہوتے اور اس بات سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ آپ کے متقصدین میں سے ایک شخص نے حضرت امیر کی صحبت کی خواہش کی۔ جب رات ہوئی تو وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت حضرت امیر کی خدمت میں بیٹھی ہوئی ہے اور سب نے سر نیچے ڈالے ہوئے ہیں کسی کو بات کرنے کی طاقت نہیں۔ حضرت امیر بھی خاموش ہیں اس مرد نے جماعت خانہ کے آستانہ پر سر رکھ دیا اور باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ جب توجہ سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ گھر میں کوئی اور آدمی نہیں۔ حضرت امیر اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر نور کرامت سے واقف ہوئے۔ اور اُسے کہا۔ ادھر آؤ۔ تجھے مبارک ہو جو تیرا مقصود تھا۔ تجھے دیدیا گیا ہے۔

اور تو اپنے مقصود کو پہنچ گیا ہے۔ لیکن اس راز کو ہرگز کسی سے بھی نہ کہنا۔ اس مرد نے عرض کیا کہ حضرت یہ کون لوگ تھے۔ میں نہیں جان سکا۔ حضرت امیر نے فرمایا ہے کہ یہ مردان غیب تھے۔

جب سے حضرت خواجہ عبدالخالق مجددوانی کا انتقال ہوا ہے۔ مرتبہ بمرتبہ یہ ہمارے پاس آتے ہیں۔ یہ جماعت خواجہ کلاں کی ملازمت میں تھی۔ اور اب بھی اسی طریقہ پر ملازمت کرتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ شخص ملازمت حق میں ہو اور شریعت پر عمل کرنے والا ہو اور رخصت پر عمل کرنے والا نہ ہو۔ کیونکہ یہ اصحاب رخصت سے دور ہیں۔ کہ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے اور اگر تم بھی اسی طریقہ پر سلوک طے کرو۔ تمہیں بھی ان کی صحبت سے حصہ مل سکتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت امیر کو اپنے ایک یار کے **من و سلومی** پاس جانے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت وہ گھر پر نہیں تھا۔ بلکہ شکار کرنے گیا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ایک قاصد بھیجا گیا کہ حضرت امیر پر گھر تشریف لائے ہیں۔ وہ مرد شرمندہ ہوا کہ میں نے ابھی تک کوئی شکار نہیں پکڑا۔ جو کہ حضرت کی خدمت پیش کروں۔ وہ دل سے حضرت کی طرف متوجہ ہوا۔ اور چل پڑا۔ راستہ میں دیکھا کہ دو زندہ پرندے برف کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ اس مرد نے دونوں پرندے اٹھالیے اور حضرت امیر کی

خدمت میں پیش کیے۔ حضرت امیر نے ازراہ کرامت فرمایا کہ اگر یہ دو پرندے
تجھے برت کے نیچے سے نہ ملتے تو کیا تدبیر کرتا۔

ان پرندوں کو اپنے طرف سے نہ سمجھنا۔ وہ مروہ پاؤں کو بوسہ دے کر
تعظیم بجالایا۔

منقول ہے کہ جب حضرت امیرؑ کا جسم مبارک
حضرت کے آخری ایام کمزور ہوا اور کمزوری زیادہ ہو گئی تو اپنے

یاروں سے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ طلب علم اور متابعت
شرعی سے ہرگز قدم باہر نہ رکھنا۔ کیونکہ تمام دولتیں اور سعادتیں انہی کے
صدقہ میں حاصل ہوئی ہیں اور اپنے ساتھیوں کو اور بھی بہت سی وصیتیں فرمائی
ہیں جن میں سے بعض یہاں بیان کی جاتی ہیں تاکہ ناظرین کو پتہ چل سکے کہ
حضرت امیرؑ کا سلوک کس قسم کا تھا۔ جن کے سبب سے ان کمالات عظیمہ
تک آپ کو رسائی نصیب ہوئی۔

اس کے بعد تمام فرزندوں اور یاران
حضرت امیرؑ کی وصیتیں
طریقیت کو جمع کر کے فرمایا کہ جب تک

تم زندہ رہو۔ ایک قدم بھی طلب علم سے دور نہ ہونا۔ کیونکہ طلب علم تمام
مسلمانوں پر فرض ہے۔ علم ایمان ووم علم نماز سوم علم روزہ چہارم علم زکوٰۃ
پنجم علم حج۔ اگر حج کی توفیق ہو۔ ششم والدین کے حقوق کا علم ہفتم مصلحتی

اور حقوق ہمسایگان کا علم۔ اگر احتیاج ہو تو خرید و فروخت کا علم اور حلال و حرام کا علم کیونکہ بہت سے آدمی بے علمی کے سبب سے درطہ ہلاکت میں خود پڑ جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسے آدمی کا نماز اور غیر نماز میں روٹلے تھو کہ میں نہ ڈالے جس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ ناجائز جگہ سے لے کر خرچ کرتا ہے یا جائز جگہ سے لے کر ناجائز جگہ پر خرچ کرتا ہے۔ یہ تمام کام بسبب بے علمی کے ہوتے ہیں۔

رباعی

دنیا طلباں ز حرص مستند ہمہ موسیٰ کش و فرعون پرستند ہمہ
 آن عہد کہ با خدا بستند ہمہ از بہر درم جملہ شکستند ہمہ
 ترجمہ :- دنیا طلب کرنے والے تمام لوگ حرص سے مست ہیں۔
 موسیٰ کو مارنے والے اور فرعون کی پوجا کرنے والے ہیں۔
 جو عہد کہ ان لوگوں نے خدا سے باندھے تھے، روپے پیسے کے لیے تمام کو توڑ دیا۔

اور چاہیے کہ اس ذمہ داری کو نبھائے۔ کیونکہ دنیا مطلقاً راہ حق سے قوی مانع ہے اور تمہیں چاہیے کہ تم خدا دان اور خدا خوان بنو اور کسی ایسے

کام میں مشغول رہو۔ کہ جس سے تمہارا دین خطرہ میں نہ پڑے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اس لیے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے سے بہتر کوئی عبادت نہیں۔

حضرت امیر قدس سرہ نے فرمایا جو آدمی خدا تعالیٰ سے نہ ڈرے تم اس کی صحبت سے ڈرو اور بعض نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے تم بھی اس سے ڈرو اور اس کا دل نہ دکھاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خیال میں ہی تمہاری شکایت اللہ تعالیٰ تک پہنچائے اور تمام کام درہم برہم کر دے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو تو تمام غیر خدا کی نفی کرو اور نام شروع کام نہ کرنے کا عزم کرو اور کلمہ اللہ کے ساتھ تمام مشروعات کا اثبات کرو اور اپنے دل میں یہ نگاہ رکھو۔ کہ کوئی بھی غیر خدا معبود ہونے اور مسجود بننے کے لائق نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ جو کہ باپ بیٹے اور مددگار سے مستغنی ہے۔ جب تم نے یہ معنی جان لیا تو تم ذکرین میں سے ہو گئے اور بعض نے کہا کہ اس کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ تو کہے کہ میں نے دین اسلام کو قبول کیا اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کو بھی قبول کیا اور میں کفر اور کافر سے بیزار ہوں اور جو کچھ بھی اس میں ہے اس سے بھی بیزار ہوں اور ہر وہ چیز جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیزار ہیں۔ میں بھی بیزار ہوں اور اس کلمہ طیبہ کے اتنے معانی

ہیں جو گنتی میں بھی نہیں آسکتے اور بعض نے کہا ہے کہ کلمہ کا معنی تمام حکموں کا قبول کرنا اور تمام باطل چیزوں کا رد کرنا جب کلمہ کے اس معنی پر تو نے عمل کر لیا۔ تو تم ذکر بن گئے اور تمہیں صوفی کہا جا سکتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ کپڑے کو پانی پاک کرتا ہے اور دل کو اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک کرتا ہے تمہارے جسم کو ہمیشہ نماز ادا کرنا پاک کرتا ہے۔ تمہارے مال کو زکوٰۃ پاک کرتی ہے اور تمہارے راہ کو دشمنوں کی خوشنودی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کرتا ہے۔

قومی مکران در غرور افتادند از راہ ہدایت و وفادور افتادند

مکار قوم دھوکہ میں پڑ گئی۔ راہ ہدایت اور وفادار سے دور جا پڑے۔

اس وقت معلوم ہو گا جب پردے اٹھیں گے تو دیکھیں گے کہ دور

دور پڑے ہوئے ہیں۔

حضرت امیر نے فرمایا۔ اے دوستو! اخلاص اختیار کرو
اخلاق عالیہ اور با اخلاص بنو۔ بعض نے کہا ہے کہ جسم اور دل اور

زبان کی پاکیزگی حلال روزی سے حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ آدمی کا

معدہ حوض کی مانند ہے جس سے مدی نالے جاری ہوتے ہیں تو جب

حوض پاک ہو گا تو اس سے نکلنے والے نالوں کا پانی بھی پاک ہو گا اور جو

پھول پھل اس سے پیدا ہو گا وہ بھی پاک اور نفع بخش ہو گا چنانچہ حضرت

مُدرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن لقمہ حلال کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل اور زبان پر علم و حکمت کے چشمے جاری فرماتے ہیں اور اس کا دل روشن ہو جاتا ہے یہ بات اس وقت نصیب ہوئی جب تقویٰ کو اپنا شعار بنائے اور جو شخص دنیا میں خدا سے ڈرنے والا ہوگا آخرت میں عذاب خداوندی سے نجات پانے والا ہوگا جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔

رُبَاعِي

تقویٰ و خوف و خشیت و اخلاص و زہد و علم
 صبر و یقین و طاعت و خیرات بردوام
 جود و وفا و صدق و صفا و سخا و
 مردی و مردمی و نکوئی و بخاص و عام
 ایہا ہمہ صفات کمالند در روش
 مردی و مردمی و نکوئی و بخاص و عام
 فرور زمان شومی و نکوزی و روش تمام
 ترجمہ :- تقویٰ، خوف اور خشیت الہی، اخلاص زہد اور علم، صبر، یقین فرما بزرگوار
 اور ہمیشہ کی خیرات، بخشش اور وفا، صدق و صفائی سخاوت اور علم، دلیری
 اور بلند جوصلگی اور ہر خاص و عام کے ساتھ نیکی راہ سلوک میں تمام صفات
 کمال ہیں۔ ان پر عمل کرنے سے زمانہ میں بے مثل اور نیک روش والا
 بن جائے گا۔

توبہ کی حقیقت | اور یہ بھی چاہیے کہ تم تائب ہو اس لیے کہ توبہ تمام

عبادتوں کا اصل ہے اور توبہ صرف یہی نہیں کہ زبان سے لفظ توبہ کہہ دو۔ بلکہ توبہ یہ ہے کہ اول تو اپنے کیے ہوئے گناہوں پر دل میں پشیمان ہو اور آئندہ کے لیے نیت کرو کہ میں ان گناہوں کے قریب بھی نہ پھٹکوں گا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہوں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہوں۔ یہاں تک کہ اپنے اندر توبہ کا اثر محسوس کرو۔ تب جا کر تم پر تائب کا نام درست ہوگا اور روزی کا غم دل سے دور کرو۔ غمِ آخرت اور ادائے بندگی کا غم رکھو۔ کیونکہ تمام کاموں میں اصل یہی ہے۔

حضرت امیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ارادت کیا ہے؟ ارادت حق کی چاہت اور ترکِ عادت اور وفائے عہد اور ادائے امانت اور ترکِ خیانت اور دیدِ قصور اور اپنے عمل کو نہ دیکھنے کا نام ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہو۔ اور حاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرمان بجالاؤ اور جہاں بھی ہو طلبِ علم سے کنارہ کشی نہ کرو۔ اور اگر تمام دریاؤں سے گذر کر بھی تمہیں علم مل سکتا ہے تو حصولِ علم کے لیے دریاؤں سے گذرنا بھی قبول کر لو۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے۔

رباعی

عبادۂ علم و دیدن چہ خوش است وزیر عالم سخن شنیدن چہ خوش است

صد بار با تفتاق بادل گفتم از صحبت نابل بریدن چه خوش است
 ترجمہ :- علم کے جنگل میں دوڑنا کتنا اچھا ہے۔ اور ہر عالم سے بات سستی کتنی
 اچھی ہے۔ منفقہ بات ہے۔ کہ میں نے اپنے دل میں صد بار کہا ہے کہ نابل
 کی صحبت سے لا تعلق کتنی اچھی بات ہے۔

اور ہر حال میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر بجالاؤ۔ اور دل سے ہمیشہ
 بُری بات اور بدعت سے منکر رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان یا ایہا الذین
 امنوا اتوا النسلکم و اہلیکم ناراً و قودھا الناس و الحجارة۔
 رے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے جس
 کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں یا میں غور و فکر کرتے رہو۔ تاکہ روز قیامت ہمیشہ
 نہ ہو اور جو بات عتبه الغلام علیہ الرحمۃ نے فضیل عیاضؒ سے فرمائی
 تھی۔ اس سے باخبر رہو۔

کہ ایک دن ہوا بہت ٹھنڈی چل رہی تھی اور عتبه الغلامؒ ہلکے کپڑے پہنے

ٹھنڈی ہوا میں کھڑے تھے اور پسینہ سے شرابور ہو رہے تھے۔ فضیل نے کہا
 کہ ایسی ٹھنڈی ہوا میں یہ پسینہ کس وجہ سے آرہا ہے۔ عتبه الغلام نے فرمایا مجھ
 سے یہاں ایک گناہ ہو گیا ہے۔ پوچھا گیا کیا گناہ ہوا ہے؟ اور کس قسم کا گناہ
 ہے۔ فرمایا کہ امر بالمعروف کرنے کا ایک موقع تھا اور مجھے طاقت تھی لیکن

نے امر بالمعروف نہیں کیا۔ ابھی تک اس شرمندگی میں ہوں اور لپیٹہ
 لٹہ ہو رہا ہوں۔ اب تم خود سوچو کہ ہم سے روزانہ کتنی دفعہ امر بالمعروف
 ہوتا ہے۔ اپنے بارہ میں بھی اور دوسروں کے بارہ میں بھی۔

رباعی

ہر نفسے صد گنہ از من دیدہ و انگہ بکرم پر وہ من زاریدہ
 من بتر از ہر کہ بعالم بترست اے لطف تو چوں من بتر آمرزیدہ
 بچہ ہاے رب کریم تو ہر سالس میں ہم سے سو گناؤں بگھتا ہے۔ پھر بھی
 پنے کرم سے ہمیں بے پروہ نہیں کرتا۔

اے میرے مولا میں تو جہاں کے تمام بروں سے برا ہوں لیکن قربان
 اول تیرے لطف و کرم پر کہ مجھ جیسے برے کو بھی تولے بخش دیا ہے۔
 اور اپنے اعمال کو خالص سونا سمجھ کر شریعت کی
 شریعت کی کسوٹی اسوٹی پر پرکتے رہو۔ اگر درست نکلیں تو ان پر
 قائم رہو۔ ورنہ ان کو رو کرو۔ تمام کاموں میں اصل شریعت کی حفاظت
 اور حدود اللہ کی نگہداشت ہے۔ عامل کو سوچنا چاہیے کہ بندوں کے
 باہمی معاملات میں جب اتنی سخت وعیدیں ہیں تو بندہ اور خدا تعالیٰ
 کے درمیان حدود کا کیا حال ہوگا اور وہ حدود مکان اور زمان میں بھی

ہوں گی اور خرچ کرنے اور صدقہ لینے یا نہ لینے میں بھی ہوں گی۔
 باتوں کی رعایت کرنی چاہیے۔ اور جگہ اور فرصت کو غنیمت
 چاہیے اور وہ کام کرنا چاہیے جو سب نجات اخروی ہو۔

رُبَاعِی

دلائل امر و نہی کے کن کہ فریادت رسد فوا
 چہ باشی طالب چیزے کہ او شورتر
 بخواں از علم دین چیزے کہ عالم بہتر از جاہل
 بہرین از راہ حق رہے کہ میناہ زنا
 ترجمہ:۔ اے دل آج وہ کام کر جو کل تیری فریاد کو پہنچے۔ ایسی چیز کا
 کیوں ہوتا ہے جو باعث پریشانی ہو۔

علم دین میں سے کچھ پڑھ لے۔ کیونکہ عالم جاہل سے بہتر ہے۔
 راستہ دیکھ لے۔ کیونکہ نابینا سے مینا بہتر ہے۔

اور کسبِ حلال کی اس نیت سے کوشش کرتا کہ
 کسبِ حلال دوسروں کے محتاج نہ ہو اور دوسروں کے سامنے

دستِ سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ نہ کہ لاف زنی اور فضول خرچی سے
 ارادہ سے۔ اس کے بعد خرچ کرنے پر توجہ کرو اور جائز طریقے پر خرچ
 کرو۔ جس میں نہ فضول خرچی ہو اور نہ بخل۔ بلکہ میانہ روی ہونی چاہیے
 صدقہ کرو۔ تو حلال رزق سے ہونا چاہیے۔

رُبَاعِي

زر بعقبی وہ ار حلال بود دل ہما نخب بود کہ مال بود
 ہرچہ بان خود برمی نگہداوند بقیامت بہانت پیش آزند
 ترجمہ :- آخرت کے لیے سونا خرچ کرو۔ بشرطیکہ حلال ہو۔ دل وہیں ہوتا
 ہے جہاں مال ہوتا ہے۔ جو کچھ تو اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اس کو محفوظ
 رکھیں گے۔ قیامت میں وہی تیرے سامنے پیش کر دیں گے۔
 اور تجھے اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا چاہیے اور وہ بھی حکم شرع کے
 مطابق کھانا چاہیے۔

شعر

خواب بیداری است چوں با دانش است واسے بیداری کہ با نادانش است
 ترجمہ :- دانشمند کی نیند بھی بیداری ہے اور بے دانش کی بیدار بھی افسوس ہے۔
 حد و میں است قدر بیان کافی ہے باقی
 روزہ کی تعریف اور حقیقت | رہا روزہ میں حفظ حد و کا بیان تو
 روزہ سال میں ایک مہینہ صبح سے شام تک کھانے پینے کی ترک اپنی
 ذبح سے ہم بہتری نہ کرنے کا نام ہے۔ لیکن یہ نگہداشت ظاہری روزہ ہے

پھر اپنے کانوں کو حرام سننے سے بچانا اور اپنے ہاتھوں کو حرام پکڑنے سے اور پاؤں کو حرام چلنے سے بچانا۔ یہ بھی روزہ کی نگہداشت میں سے ہے حقیقت میں روزہ یہ ہے کہ ہر حال میں تکبر، حسد، طمع، ریا، نفاق، کینہ اور عجب سے اپنے دل کو پاک رکھے خصوصاً روزہ کی حالت میں۔

رُبَاعِي

کبر و حسد و بخل و نفاق و کینہ اوصاف بشر طبیعت دیرینہ
ہرگز بمقام ہیچ مردے نرسی تازی ہنہ ہا پاک سازی سینہ
ترجمہ :- تکبر، بخل، حسد، نفاق اور کینہ انسان کے دیرینہ طبعی اوصاف
ہیں۔ تو کسی مرد خدا کے مقام تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب
تک ان تمام چیزوں سے سینہ کو پاک نہیں کرے گا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی یہ ضروری امر ہے کہ زکوٰۃ دینے میں بہت کوشش
کی جائے۔ یہ حفظ حدود میں سے ہے۔ اس لیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ ادا نہیں
کرتا۔ اس کی نماز، روزہ اور حج اور کوئی بھی نیک عمل مقبول نہیں ہوتا۔

دوسری جگہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ بخیل اللہ تعالیٰ سے
بھی دور ہے۔ اور بندگان خدا کے دلوں سے بھی اور وہ بہشت سے بھی

دور ہے اور دوزخ کے نزدیک ہے اور سخی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہے اور بندگان خدا کے دلوں سے بھی فریب اور وہ دوزخ سے دور ہے۔ یہ بات بھی جان لو کہ کوئی چیز بھی آدمی کے دین کو اتنا درست نہیں کرتی جتنا کہ اچھا خلق اور سخاوت، حضرت امیر کلالؓ جب وصیتیں فرما چکے تو فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا خاتمہ اور ہمارے پیاروں کا خاتمہ ان وصیتوں کی نگہداشت پر ہو۔ پھر حضرت امیرؓ فرمانے لگے کہ پہلے بزرگوں نے اپنے مریدوں کو فرمایا انہوں نے فرمودہ مشائخ پر عمل کیا۔ میں بھی پر امید ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیاروں کو توفیق عمل عطا کرے گا۔

پھر حضرت امیرؓ نے فرمایا۔ اے برادرانِ طریقت! یہ بھی جان لو کہ لوگ وصول الی اللہ سے اس لیے محروم رہ جاتے ہیں کہ لوگ وصول کے راستہ کو چھوڑ کر ذلیل دنیا پر قناعت کرتے ہیں۔ لیکن صوفی کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توجیب میں اپنا اعتقاد درست رکھے۔ گمراہی اور بدعت سے دور رہے۔

اور اپنے اعتقاد میں صرف
اعتقادی مسائل کا علم ہونا چاہیے۔
دوسرے لوگوں کا مفاد ہی نہ
ہو۔ بلکہ ہر اعتقادی مسئلہ کے بارہ میں اس کے پاس برہان اور دلیل ہونی
چاہیے۔ تاکہ جب ضرورت پڑے تو اس ذمہ داری سے بطریق احسن

سکدوش ہو سکے۔ اسے دوستو اس سے بری بات اور کوئی نہیں کہ
لوگ تم سے مذہب سے متعلق بات کریں اور تم جانتے ہی نہ ہو یہ تو بطریق
عقل بھی درست ہے کیونکہ اگر دوسرے لوگوں کے لیے غیبت ہے تو
اس گروہ کے لیے تو کشف ہے اور معرفت سے دوسرے لوگوں کا جو
مقصود ہے۔ اُن کے ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی موجود ہے
کیونکہ دوسرے لوگ استدلالی ہیں اور ہمارے یارانِ طریقت وصالی
ہیں۔ اس جماعت کا اس جماعت کے ساتھ کیا قیاس ہو سکتا ہے؛ اور
یہ بات بھی جان لو کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے انوار و
برکات کا حامل کوئی ایسا دوست نہ رکھے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ
تمام اہل زمانہ کو بہت سی تکالیف سے بچا لیتا ہے۔

علماء کی صحبت اختیار کرو | خبردار! ایسے مردانِ خدا کے طالب ہو
اور یہ بات تمہیں حاصل ہونی چاہیے کہ

علماء کی صحبت کو لازم پکڑو اور اُن کا قریب تلاش کرو۔ کیونکہ یہ امتِ محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ ہیں اور جاہلوں کی صحبت سے دور رہو۔
دنیا اور اُن کے ساتھ صحبت نہ رکھو۔ کیونکہ اُن کی صحبت تمہیں دوپھینک
دے گی اور مجلسِ سماع جہاں رقص وغیرہ ہو وہاں نہ جانا چاہیے اور اُن
کے ساتھ بھی بیٹھنا کم رکھو۔ کیونکہ کثرتِ سماع اور اہل سماع کی صحبت دل

یہ کر دیتی ہے۔

اور رخصت سے دور رہو۔ عمل بالعرفیت
باالعزیمت کی تاکید اختیار کرو۔ کیونکہ رخصتوں پر عمل کرنا کمزور

ان کا کام ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہدایات حاصل کرنا چاہو۔ تو حضرت
 ب الاقطاب خواجہ عبدالخالق عجدوانی کے وصایا شریفیہ کا مطالعہ کرو۔
 اس راہِ خدا کو تو یہ مقدار بھی کافی ہے۔ عقلمند کو تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

تو مردِ زیر کی ایجان ہمیں بیک حرف بس باشد

اے میری جان تو وانا مرد ہے۔ تجھے ہی ایک حرف کافی ہے۔

جب حضرت رفیع المرتبت حضرت امیر قدس سرہؒ یہ ارشادات فرما
 رہے تھے تو اس وقت آپ کے اکثر اصحاب طر لقیّت جو کہ اپنے اپنے
 مقامات پر خود مقتدائے زمانہ تھے اور حضرت کی اولاد اجداد بھی حاضر تھی۔
 اور خلفاء اربعہ کی طرح حضرت امیر قدس سرہؒ کے چار فرزند تھے۔ حضرت
 کے بڑے صاحبزادے کا نام امیر بہان تھا۔ ان کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین
 کے سپرد کیا تھا اور دوسرے صاحبزادے کا نام حضرت امیر شاہ تھا۔ ان کو
 شیخ یادگار کے سپرد کیا تھا۔ تیسرے صاحبزادے کا امیر حمزہ تھا جو کہ مصنف
 کتاب ہذا کے جدا مجدد ہیں۔ یہ حضرت مولانا عارف الملت والدین بکرانی
 کے سپرد تھے۔ چوتھے صاحبزادے کا نام نامی حضرت امیر عمر تھا ان کو خواجہ

جمال دین دہستانی کے سپرد فرمایا تھا۔ اس کے بعد حضرت امیر کلاں نے فرمایا۔ اے میرے بیٹو! تم میں سے کون طریق خدمت پر چلتا ہے اور خدا کی خدمت اپنے اوپر لازم کرتا ہے، صاحبزادگان نے عرض کیا۔ حضرت ہم میں یہ بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں، لیکن جو شخص یہ ذمہ داری کی کوشش کرے یا یہ ذمہ داری قبول کرے ہم سب اس کی خدمتگاری کے۔ حضرت امیر نے سر جھکا لیا۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ حضرت امیر حمزہؑ لیے ارشاد ہوا ہے اور ہمارے مشائخ کرام کے ارواح طیبہ نے ان طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حضرت امیر حمزہؑ کو پیش خدمت کیا گیا، تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کام میرا نہیں ہے اور مجھ میں یہ بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں۔ حضرت امیر نے فرمایا۔ اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے یہ دولت تمہارے دلوں میں ودیعت فرمادی ہے۔ تم قبول کرو یا نہ کرو یہ تمہارے اختیار میں نہیں اور جب وقت آئے گا تو تمہارا اختیار نہیں رہے گا۔ یہ فرما کر تمام صاحبزادگان کو خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا اور گوشہ خلوت میں تشریف لے گئے اور مسلسل تین دن اور تین راتیں کسی فرزند کے ساتھ کوئی بات چیت نہ کی۔

تین دن کے بعد مراقبہ کی حالت سے افاقہ ہوا۔ ان بشارت مغفرت تعالیٰ کی بہت حمد بجالائے۔ حاضرین مجلس نے سوا

کیا کہ حضرت آپ نے بہت دفعہ الحمد لله الحمد لله پڑھا ہے کثرت
 حمد کا سبب ہم پر واضح فرمایا جسے حضرت امیر نے فرمایا کہ تین دن اور تین
 راتوں سے میں نے سرمراقبہ میں ڈالا ہوا تھا اور گوشہ تنہائی میں مخلوقات سے
 قطع تعلق کیا ہوا تھا تاکہ پتہ چلے کہ ہمارا حال اور ہمارے دوستوں کا حال کیا
 ہوگا۔ ہاتھ غیبی نے ہمارے باطن میں یہ ندا دی ہے کہ اے امیر کلال؟
 ہم نے تجھ پر اور تیرے یارانِ طریقت پر اور تیرے دوستوں پر اور جن پر
 تیرے لنگر خانے کی کھھی بھی بیٹھ گئی ہے۔ سب پر رحمت کر دی ہے اور تمام
 کے گناہ بخش دیے ہیں اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
 تم پر رحمت فرمائے گا اور تمہارے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ فرمائے گا
 اسی دن حضرت امیر قدس سرہ اس دار فانی سے راہی ملکِ بقا ہوئے اور
 جنت الفردوس میں جوارِ رحمتِ خداوندی میں خرامان خرامان تشریف
 لے گئے۔

اور حضرت امیر حمزہ اپنے والد ماجد کے بعد
آپ کے سجادہ نشین
 اپنے بھائیوں کی مازمت میں رہے جب
 سب بھائی انتقال فرما گئے تو تمام اصحابِ طریقت نے جمع ہو کر حضرت
 امیر حمزہ سے عرض کیا کہ حضرت امیر قدس سرہ نے اشاراتِ کلی آپ کے
 متعلق فرمائی تھی۔ اس لیے آپ کو آستانہ عالیہ کی خدمت اختیار کرنی

چلیے۔ حضرت امیر حمزہ نے کہا سب لوگ استخارہ کرو۔ پھر دیکھیں کیا اشارہ ہوتا ہے۔ ہم اس کے مطابق عمل کریں گے جب تمام دوستوں نے استخارہ کیا تو چار معتد مردوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ چار آدمی بکریاں لے کر حضرت امیر حمزہ کو مبارکبادی پیش کرنے کے لیے آئے ہیں اور آکر یہ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبدالخالق اور اپنے تمام حلفاء اور حضرت امیر کلال کے ہمراہ تشریف لارہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اٹھو اور تم میں سے ہر ایک ایک ایک بکری اپنی تمام استعداد کے ساتھ پکڑو اور حضرت امیر حمزہ کی زیارت کرنے جاؤ۔ کیونکہ ان کو خدمتِ خلق کے دروازہ پر ہم نے بٹھایا ہے اور تمام مشائخ کی نظر ان کی طرف ہے۔ جب استخارہ دل لے لوگ آئے اور انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کر دیا۔ تو حضرت امیر حمزہ نے فرمایا کہ جو کچھ استخارہ میں دیکھا گیا ہے۔ جب تک وہ ظاہر نہ ہو جائے۔ عمدہ قبول نہ کروں گا۔ ابھی ان باتوں میں ہی تھے کہ چار آدمی چار بکریاں لے کر تیزی کے ساتھ وارد ہوئے اور حضرت امیر حمزہ کا گھر لوچھنے لگے۔ جب لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا تو سب کو یقین ہو گیا کہ اجازتِ کلی حضرت امیر حمزہ کے متعلق ہے۔ اس کے بعد کسی کو کوئی اشتباہ نہ رہا۔ حضرت امیر حمزہ نے ان چار آدمیوں سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو ایک نے کہا کہ میں تو خیر آباد کارہنے والا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میرا گھر

غ خواجہ کلاں میں ہے۔ تیسرے نے کہا کہ میرا گھرا لیا گاؤں میں ہے چوتھے نے کہا کہ میری سکونت تو طوالس میں ہے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم مع کس طرح ہو گئے ہو انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ عبدالخالق خود اور بن کے خلفاء ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمیں فرمایا کہ تمہیں سوغار تشریف کی طرف جانا چاہیے۔ اس اشارت سے ہم اپنی اپنی جگہ سے چل پڑے۔ جب ہم یہاں پہنچے تو اس گاؤں کے دروازہ پر آپ کی صحبت مبارک میں اکٹھے ہو گئے ہیں اور ادھر ان لوگوں پر یہ حال گذرا تاکہ تمہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے۔

رُبَاعِي

دولت ہمہ از خدائے بچوں آید تا در حق بہر بندہ نظر چوں آید
 اندا کہ خدا دوتے خواہد داد ناگاہ ز سنگ خارا بیروں آید
 ترجمہ :- سب کی دولت بے مثل خدا کی طرف سے ہے۔ بہر بندہ کے حق میں نظر رحمت مختلف ہوتی ہے۔

جس کو اللہ تعالیٰ کوئی دولت دینی چاہتا ہو وہ اچانک سنت پیغمبر سے بھی باہر آجاتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت امیر حمزہ در خدمت کے ملازم ہوئے۔ چنانچہ

چنانچہ تمام علماء و عرفاء اور صلحاء اور سالکانِ طریقت اور عاشقانِ خدا نے اس انتخاب کو پسند کیا۔

حضرت امیر کے فرزندوں میں سے اگر ایک کی پوری تعریف کریں تو ہر ایک کے لیے ایک کتاب چاہیے۔ لیکن برسپیل اختصار کھوڑا سا بیان کرتا ہوں تاکہ تمہیں ان کا حال معلوم ہو جائے اور باقی اس پر قیاس کر لینا

منقول ہے کہ حضرت
حضرت امیر کی اولاد امجد سید امیر برہان امیر کلال کے بڑے

فرزند حضرت امیر برہان کی عادت کریمہ یہ تھی کہ مخلوق میں میل جول نہیں رکھتے تھے اور کسی آدمی کے ساتھ بھی ان کو انس نہ تھا۔ بایں سبب جس کو حق کا قدر ہوتا ہے، اس کو خلقت سے وحشت ہوتی ہے اور ان کے حال پر کسی کو اطلاع نہ تھی اور آپ ہمیشہ تنہا ہی رہتے تھے۔ حضرت سید امیر کلال بار بار فرمایا کرتے تھے کہ یہ فرزند میرا برہان ہے۔

اور آپ کے فرزند دوم حضرت امیر شاہ کے کمال
حضرت سید امیر شاہ میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اپنی حلال کمائی میں

سے کھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کی خدمت بجالاتے تھے۔ دنیاوی کاموں میں انہوں نے کوئی عمل دخل نہ رکھا تھا کہ یہاں کی ہر گرفت کا وہاں جواب دینا ہے اور آپ ہمیشہ لوگوں کی ضروریات پوری

رنے میں بہت ہی مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ کوئی حاجت مند اگر اپنی حاجت پیش کرتا تو آپ اس کو پورا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے۔ اور جب تک اس کا کام ہونہ جاتا۔ آرام نہ کرتے اور یہ بوجھ محض رضائے خداوندی کے لیے اٹھاتے تھے اور اس کو خدا تعالیٰ کا احسان جانتے اور مذر خواہ ہوتے اور ہمیشہ آپ لوگوں کی حاجات کی تکمیل میں بہت زیادہ جدوجہد کرتے اور آپ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ نمک لایا کرتے تھے اور اس کا رو بار کے ساتھ خدمت بھی کرتے۔ اس لیے آپ کا فیض مکین ہے اور اس فقیر مؤلف کتاب ہذا کے جد امجد سید امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات میں سے۔

ایک یہ بات ہے کہ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ان کو سید امیر حمزہ اپنے والد صاحب کے اسم گرامی کے نام سے بلاتے تھے۔ کیونکہ آپ (امیر کلال) آپ کو اپنا والد کہا کرتے تھے۔ کبھی بھی آپ کو بیٹا نہیں فرمایا اور نہ کبھی نام لے کر بلایا۔ بلکہ ہمیشہ باپ کہہ کر ہی پکارتے یا بلاتے اور ان کو شکار کا حکم تھا۔ لہذا وہ شکار کیا کرتے تھے۔ ایک دن اپنے والد ماجد سے عرض کیا۔ کہ حضرت دام میں کوئی شکار نہیں پھنستا اس کی وجہ کیا ہے۔ حضرت امیر علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اگر تم جاہو تو تمام جانور تمہارے جال میں آجائیں۔ اپنے کام سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور ہمیشہ

خدا تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونا چاہیے۔ تاکہ تمام وحوش و طیور تمہارے
 جال میں آجائیں اور پروانہ وار تمہارے شمع وجود پر اپنی جانیں فدا کر دیں
 جب اپنے والد ماجد کے فرمان پر عمل کیا تو اتنی مقدار میں شکار ملتا کہ تمام
 بندگانِ خدا کی خدمت اسی کے ساتھ کرتے اور سب سے زیادہ شکار
 آپ کے جال میں آتا اور جن جانوروں کی مہمان خواہش کرتے وہی جال
 میں پھنستے۔

علماء کی عجیب دعوت | نقل ہے کہ ایک دن آئمہ بخارا کو حضرت امیر
 قدس سرہ کے پاس جمع ہونے کا اتفاق ہوا

ہر ایک نے اپنے دل میں ایک ایک چیز کی خواہش کی ہوئی تھی۔ کہ اگر
 حضرت امیر کلال صاحب کرامت ہیں تو ہر ایک کی خواہش کے مطابق
 اس کی مہمان نوازی کی جائے اور ہمارے نوکروں کے لیے ایک ایک
 آبی جانور ملے اور خاندان شاہ اسانی نے کہا کہ میرے دسترخوان پر ایک
 چھری بھی ہو تاکہ میں شکار کا گوشت اس کے ساتھ کاٹ کر کھاؤں۔ اسی
 اثنا میں حضرت سید امیر حمزہ بہت سا جنگلی اور دریائی شکار لے کر حاضر
 ہوئے۔ حضرت امیر نے ان کو دعادی اور کہا کہ آئمہ بخارا کو ہمارے ہاں
 آنے کا اتفاق ہوا ہے اور ہر ایک نے دل میں کوئی نہ کوئی چیز بھی ہوئی
 ہے چنانچہ جو کچھ ان کے دل میں تھا تم لے آئے ہو۔ اسی وقت ان جانوروں

کا گوشت پکایا گیا۔ اور اکابر کے انتظار میں رہے۔ جب اکابر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر کلال نے سید امیر حمزہؒ کو حکم دیا کہ دسترخوان بچھاؤ اور خود ان بزرگوں کی خدمت کرو۔ تاکہ ان بزرگوں کی نظر شفقت سے شرف ہو۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ جب خاوند شاہ کے پاس پہنچو تو ایک تیز چھری بھی ان کے آگے رکھنا تاکہ وہ اپنا صخر چھری سے کاٹ کر کھائیں کیونکہ انہوں نے ہم سے یہی مانگا ہے۔ چنانچہ کھانا رکھتے وقت خاوند شاہ کے آگے حضرت امیر کے ارشاد کے موافق کارورکھ دی۔ جب لوگوں نے یہ حال دیکھا تو تمام اکابر اور اشراف اس بات سے حیران ہوئے اور حضرت کے کمال کے معترف ہوئے اور خاوند شاہ نے کارورکھ کر پرندے کے گوشت کو کاٹنا چاہا تو اتفاقاً چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا۔ یہاں تک کہ بڑی ظاہر ہو گئی اور خون روکنے کی ہر تدبیر کر چکے لیکن خون نہ رکا۔

درویشوں کا امتحان یعنی کی سزا تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ

اے کم عقل بھائی جو درویشوں کا امتحان لیتا ہے۔ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے اسی سے کوئی کا نام ان پر نچتے ہو گیا۔ بعد میں حضرت امیر نے فرمایا یہ میرا کمال نہ سمجھو یہ تو میرے بیٹے سید امیر حمزہ کا کمال ہے۔ اسی نے یہ جالور پکڑ کر تمہارے پیش خدمت کیے۔ آپ کو چاہیے کہ اس پر نظر

انتقانت فرمائیں۔ اکابر طر لقیّت کا یہی شیوہ ہے کہ ہر وہ چیز جس سے امتیازی شان ظاہر ہوتی ہو۔ وہ غیر سے دیکھتے ہی اپنے آپ کو درمیان میں نہیں لاتے اور عیب کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے۔ مردود ہے جو اپنے عیب دیکھنے والا ہو۔ آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے بعد اس خال زادہ کی شہرت حضرت امیر حمزہ کے ذریعہ سے ہوگی اور اس مجلس میں نظر شفقت بہت زیادہ فرمائی اور فرمایا کہ ان کا کمال تم سب پر عیاں ہوگا۔

رَبِّیْ یُبْصِرُ وَبِنِیْمَتِیْ کُنْتُ

(حدیث رسول)

منقول ہے کہ ایک دن مولانا شمس الدین محمد نے جو کہ حضرت امیر کے خلفاء ہیں سے ہیں اور بنجارا کے گاؤں کھراق میں رہتے تھے۔ اثنائے معرفت میں فرمایا کہ ہمارے درمیان ایسے لوگ بھی ہیں۔ کہ وہ جس جگہ ہوں اور جس کام میں بھی ہوں اور جتنا دور ہوں صرف ان کی طرف متوجہ ہونے سے وہ تشریف لے آتے ہیں اور وہ سید امیر حمزہ ہیں جو کہ اس فقیر کے شیخ زادہ ہیں۔ ایک جماعت ایسے لوگوں کی تھی۔ جس نے کہا کہ اس دعویٰ کی حقیقت واضح ہونی چاہیے۔ اسی مجلس میں مولانا محمد خلیفہ نے کہا یا حضرت امیر حمزہ، یا حضرت امیر حمزہ، یا حضرت امیر حمزہ۔ ابھی

تیسری بار مکمل نہ ہوئی تھی کہ حضرت امیر حمزہ نے فرمایا میں حاضر ہوں تمام
اصحاب طریقت اور دوسرے لوگ بھی آپ کے کمال کے معترف
ہوئے۔ حضرت امیر حمزہ نے فرمایا کہ ایک بار بلانا کافی نہ تھا کہ تین بار بلانے
کی تکلیف کی۔ حالانکہ حضرت امیر حمزہ کو راکھ میں تشریف فرما تھے اور
شکار میں مصروف تھے۔ مگر بہتہ تھے یعنی دامن کمر کے ساتھ بندھا ہوا اور تیشہ
لٹکایا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز آپ کو پہنچائی تو آپ اسی
حالت میں تشریف لائے۔ حالانکہ کوراک سے نہ اک دو فرسنگ کے فاصلہ
پر ہے اور فرمایا۔ ایک بار بلانا کافی نہ تھا کہ تین بار بلایا۔ جب تمہاری آواز
ہمارے کانوں میں پہنچی تو ہم نے فوراً اپنے آپ کو تمہارے سامنے حاضر
کر دیا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ اہل اللہ کی نظر اکیر ہے کہ جس پر پڑے
اس کو سونا بنا دے۔ وہ کام کر جس سے تم اہل اللہ کے منظور نظر بنو۔ کیونکہ
جس نے بھی کچھ حاصل کیا۔ اہل اللہ کی نظر سے ہی حاصل کیا۔
سے دل ہر چہ یافت از نظر قدرت تو یافت
دل نے جو پایا تیریں نظر رحمت سے پایا۔

تبادہ نشینی کی دوسری روایت | حمزہ سید حضرت امیر کلال کی وفات

کے بعد چند سال تک پوشیدہ رہے اور کسی کو بیعت نہ کرتے یہاں تک

کہ ایک دن حضرت امیر کلالؒ کے خدام حضرت مولانا شمس الدین کے پاس
 حاضر ہوئے اور عرض کیا اور اب آپ ہی ہمارے لیے حضرت امیر
 اور یہ معنی آج تمہارے اندر موجود ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ تم جس
 کے طالب ہو وہ تو حضرت امیر کے صاحبزادگان میں سے ملی گی۔ آئیے
 مل کر چلیں اور متفقہ طور پر ان سے درخواست کریں، ہو سکتا ہے کہ قبو
 فرمائیں۔ جب تمام برادرانِ طریقت حاضر ہوئے اور حضرت امیر حمزہؒ
 حاضری کی غرض و غایت بیان کی تو حضرت امیر حمزہؒ نے فرمایا۔ سب لوگ
 واپس جاؤ اور استخارہ کرو اور خواجگان کی روحانیت کی طرف توجہ کرو دیکھو
 ان سے کیا اظہار ہوتا ہے اور تمام عزیزوں سے کیا اشارت ہوتی ہے
 تمام یارانِ طریقت واپس جا کر اوقاتِ فرصت میں مشغول استخارہ ہوئے
 یارانِ طریقت میں سے ہر ایک کو مشائخِ عظام کے ارواحِ طیّبہ سے ایک
 ہی قسم کا اشارہ ہوا کہ جاؤ اور امیر حمزہؒ سے کہدو کہ وہ مشغول خدمت ہوں
 ایک جماعت کو دیکھتے ہیں کہ ہر طرف سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت
 خواجہ عبدالخالق اپنے تمام خلفاء سمیت ایک چھوٹی بکری لے کر تشریف
 لارہے ہیں۔ یہ جماعت پوچھتی ہے کہ تم کہاں تشریف لے جا رہے ہو
 یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم سید امیر حمزہؒ کی مبارک بادی کے لیے جا رہے
 ہیں تاکہ انہیں در خدمت پر مقرر کریں۔ اس جماعت نے کہا کہ ہم نے یہ

پہچھا ہے۔ آگے آپ حاکم ہیں جیسی جناب کی مرضی۔ حضرت امیر حمزہ نے فرمایا۔ ہم اسی پر اختصار کرتے ہیں اگر یہ خواب درست ہو تو ہم سمجھیں گے کہ یہ اشارہ حقانی ہے ابھی اس بات کو ایک گھڑی گزری ہوگی کہ ایک جماعت ایک چھوٹی سی بکری لے کر حاضر ہوئی اور سید حمزہ کا گھر لوچھتی ہے کہ یہ بکری ان کی نیت سے ہے۔ کیونکہ ہمیں ارواح مشائخ نے اس بزرگ خالوادہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب بات ثابت ہوگئی اور حقیقت حال کا مشاہدہ ہو گیا تو حضرت امیر حمزہ نے فرمایا۔ اے برادران طریقت میں نے خالقاہ کی خدمت اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس کے بعد در خدمت کو اس طرح پکڑا کہ اپنے کام کو اتنا بند کیا کہ ان کے زمانہ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔

توکل علی اللہ کا پھل | منقول سے کہ ایک دن حضرت سید امیر حمزہؓ کے گھر میں گذرا وقت کے لیے کوئی چیز موجود نہ تھی اور لوگ ہر طرف سے ان کی زیارت پھیلنے آئے لگے۔ اس وجہ سے خاطر خاطر پریشان ہو۔

۵ زحمت بود در ویش را بیکہ کہ مہمان مے رسد

ترجمہ :- بے وقت مہمان آنے سے درویش کو تکلیف ہوتی ہے۔

اور انتہائی بے قراری کے عالم میں دولت خانہ کی طرف روانہ ہوئے۔

دیکھا کہ ان کی اہلیہ محترمہ مسلی پر کھڑی نماز ادا کر رہی ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئیں۔ تو سب سے پہلے وہ دعا کرتی رہیں۔ پھر سرائٹھا کر عرض کیا کہ مخدوم گھر کے اندر کی خدمت ہم نے قبول کی ہے اور باہر کی خدمت جناب نے لہذا جو چیز ہمارے ذمہ ہے۔ ہم اُسے برداشت کریں گے جو آپ کے ذمہ ہے آپ اُسے برداشت کریں۔ گھر کے گزراوقات کی فکر سے اپنے قلب اطہر کو مطمئن رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے۔ جب آپ کے کالوں میں یہ بات پہنچی تو وہ آپ تشریف لے گئے۔

اور اللہ کی طرف سے مہمانی اور ایک گھڑی کے بعد حقیقت جاننا

تو دیکھا کہ بہت سی روٹیاں پکی ہوئی ہیں اور سالن بھی پکنے کے قریب۔ جب حضرت نے یہ مشاہدہ کیا تو چاہا کہ اس بارہ میں دریافت کریں وہ خدا کی نیک بندی کہنے لگی کہ اے مخدوم مکرم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت حضور علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی متابعت سے ایسے مرتبہ تک پہنچ جاتی ہیں کہ اگرچہ وہ مریم تو نہیں بنتی۔ لیکن مریم علیہا السلام کی صفات ان میں معلوم ہو جاتی ہیں اور حضرت مریم علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ خدا تعالیٰ کی نیک بندی کی یہ تسلی آمیز باتیں سن کر

نت نے فرمایا کہ اسی گھڑی روزی کا غم اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے ایسا اٹھایا کہ اس کے بعد پھر کبھی یہ غم اور فکر سرگزنہ ہوئی اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جو آدمی اپنے خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے بلا شک و شبہ اس کے تمام کاموں کے اندر خدا تعالیٰ اس کی کفالت کرتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ کوشش کرنے سے روزی زیادہ نہیں ہوتی اور زیادہ ہونے کا امکان ہی نہیں اور حضرت امیر حمزہ بارہا یہ نظم پڑھا کرتے تھے۔

نظم

راہ بخیری دید بوالفضولے دی
 چہ گفت گفت کہ چون روزگاری گذرد
 لب داوم و گفتم کہ این پیرس از من
 ترا کہ خدمت مخلوق میکنی نان ست
 مرا چو دید کہ جز میل بروفا نمود
 ترا کہ وجہ معاشے ز بیج جانود
 ازاں پیرس کہ او بندہ خدا نمود
 مرا کہ خدمت خالق کنم چہر انود
 تر حجبہ :- کل ایک بوالفضول نے بے خبری کی راہ سے دیکھا جبکہ اس
 نے دیکھا کہ وفا کے سوا ان کی کوئی خواہش نہیں۔

کہا گیا کہ گذر اوقات کیسے ہوتی ہے جبکہ تمہارا ذریعہ معاش نہیں
 میں نے جواب دیا اور کہا کہ یہ مجھ سے نہ پوچھو۔ یہ تو اس سے پوچھو جو خدا
 کا بندہ نہ ہو۔

تو مخلوق کی خدمت کرتا ہے تو تھے۔ دلی مل جاتی ہے میں خالق کی خدمت کرتا ہوں۔ مجھے کیوں نہ ملے گی۔

اور مالک اور آپ کی زوجہ مطہرہ کا قصہ مشہور ہے اور حدیث شریفہ "من كان لله كان الله لنا" اپنی حقیقت کی تائید کرتی ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ اپنی بندگی میں قبول فرماتا ہے تو وہ خود اور تمام چیزیں اس کے پہلو میں گم کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی خدمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تمام چیزیں اس میں گم کر دیتا ہے۔ کیونکہ تمام کاموں میں اصل کام خدمتِ حق ہے اور اس کی رضا جوئی۔

مقول ہے کہ ایک دن اصحابِ بخارا اور اکابرِ بخارا کو حضرت سید امیر حمزہ کی صحبت کا اتفاق ہوا ہر ایک

کے دل میں یہ بات گزری کہ اگر حضرت سید امیر حمزہ صاحبِ کرامت ہیں تو ہم سے بعض کو بھنی ہوئی مچھلی اور بعض کو بھنا ہوا گوشت اور کریم دیکھنے حضرت خواجہ محمد پارسا بخارا شریف میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص دربار میں کو ایسی چیزوں سے آزمائے وہ مقصود حقیقی سے محروم رہ جاتا ہے۔ لیکن خاوند شاہ، مولانا ابوالقاسم جلال الدین داکسوسی نے کہا کہ ہمیں تو بریانی اور کریم چاہیے۔ خواجہ محمد پارسا نے پھر کہا کہ ان چیزوں کو چھوڑو اور اپنی نیت صاف رکھو۔ لیکن وہ نہ مانے۔ جب یہ اکابر سوخا رہیں پہنچے تو حضرت امیر حمزہ

نت سی بھنی ہوئی گرم مچھلی رکھے ہوئے ہیں اور ہر ایک کے آگے ایک
ب طبق بھنی ہوئی مچھلی کا بھرا ہوا رکھا۔

ہل اللہ کی خدمت میں خدا طلبی کی نیت سے حاضر ہو چاہیے

حضرت خواجہ سے فرمایا کہ آپ ہمیں سے نہ کھا ہیں۔ آپ کا حصہ ابھی
تہ میں ہے اور تمہارے لیے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ یہ تو انہوں نے
کی تھی۔ اس میں حکمت ہے اور جناب خاوند شاہ اور مولانا جلال الدین
کے بھائی کو فرمایا کہ اپنے لیے بریانی خود تیار کر لو۔ ہمیں بریانی پکانا نہیں
آتی۔ یہ حضرات اس حال کے مشاہدہ سے شرمندہ ہوئے۔ مچھلی کھانے
کے بعد جب پانی پیا۔ تو سب پر ایک حالت طاری ہوئی۔ جس کی وجہ
سے کسی جگہ پر ان کو قرار نہ آیا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے حضرت امیر سے
سوال کیا کہ حضرت کیا حکمت سے کہ ان لوگوں کا حال ایسا ہو گیا ہے
حضرت امیر نے فرمایا کہ جو شخص فقراء کی دوستی کا دعویٰ کرے اور ان سے
رضائے حق تعالیٰ کے بغیر کوئی اور چیز مانگے تو یہی اس کی چاہت کے
لیے مصیبت بن جاتی ہے۔ تاکہ پھر کوئی آدمی خواہشات نفسانی کے
ورپے نہ ہو اور روٹیوں کو رنجیدہ نہ کرے۔ جب ہر ایک کو قرار آیا
اور حالت بیقراری زائل ہوئی تو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ خاوند شاہ اٹھو

اور جو چیز تم نے مانگی تھی۔ اس میں مشغول ہو کیونکہ حضرت امیر کا اشارہ تمہاری طرف ہے تاکہ آئندہ تم ایسا کام نہ کرو۔ حضرت امیر نے تمہیں اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ خاوند شاہ اس کام کو سہ انجام دیں یہی میں مقصود ہے۔ خاوند شاہ کے دل میں خیال آیا کہ وہاں خدا تعالیٰ کے دوست ہیں اور ایسی استعداد کیا ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ اے عقل کے بھائی! آج تو ہمارا یار ہے۔ یہ فکر تو راستہ میں کرنی چاہیے تھی۔ لیکن اب چار و ناچار تمہیں یہ کام کرنا پڑے گا حقیقت حال واضح ہونے کے بعد خاوند شاہ اپنے عجز اور حضرت امیر کے کمال کا معترف ہوا۔ اور عرض کیا۔ اے مخدوم مکرم میں آئندہ ایسا کام نہیں کروں گا۔ اب آپ مجھے معاف فرما دیں۔ اس وقت حضرت امیر نے فرمایا۔

شعر

سو درویشاں نہی آئی تو سست تا نگویند آنچه در رگہائے سست
ترجمہ: درویشوں کے پاس سست اعتقادی سے نہ آتا کہ تیری رگوں
کے اندر والی باتیں بھی نہ کہہ دیں۔

اے بھائیو! خبردار لیے مقالت
ولی اللہ کے پاس حاضری کا طریقہ میں درویشوں کو آزمائش سے

رنجیدہ نہ کرو۔ تاکہ تم بھی رنجیدہ نہ کرو۔ ہمارا خالو ادوہ
 مالیہ اگرچہ مرخجان مرخج ہے۔ تاہم ہو سکتا ہے کہ درویش کسی اور کام کی
 طرف متوجہ ہو اور تمہارا مطلب پورا نہ کر سکے۔ تو تم اس وجہ سے بے اعتقاد
 ہو جاؤ۔ حالانکہ درویشوں کے حق میں بے اعتقادی بری علامت ہے۔
 خبردار کسی بھی درویش کے حق میں بے اعتقاد نہ ہونا اور ان کے کاموں
 میں معترض نہ ہونا۔ مگر جب اعتراض کی شرعی وجہ ظاہر ہو اور اس کے پاس
 گوشہ شرع میں کوئی محبت برہان اور بیان نہ ہو تو اس کے بعد تجھے اعتراض
 کی گنجائش ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے آپ کو مستہم کرے اور ان پر اعتراض
 نہ کرے۔

منقول ہے کہ حضرت امیر حمزہ
 نذر ماننے سے گمشدہ جانور مل گئے | کے مریدوں کی ایک جماعت
 سفر میں تھی۔ کسی پہاڑ میں اترے۔ تو تھوڑی دیر کے بعد ان کے غلام اور
 سواری کے جانوروں کو چوراڑا لے گئے۔ تماشہ بسیار کے باوجود نہ ملے
 تو ایک عقیدت مند نے کہا دو ستوسب لوگ اپنے پیشخ کی جانب
 توجہ کرو اور کچھ نذر مانو۔ چنانچہ سب نے ایسا کیا تو خداوند تعالیٰ کے
 فضل و کرم سے ایک جانور کے بغیر تمام چیزیں مل گئیں۔ پھر جب شہر
 پناہ کے پاس پہنچے۔ سرانے میں اترے اور گمشدہ جانور کے بارے میں

نامید اور مایوس تھے۔ رات ہوئی تو گمشدہ سواری کی آواز ان کے کانوں
 میں آئی۔ آواز سن کر باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی جانور اپنے پورے بوجھ کے
 ساتھ گھر کے دروازہ پر کھڑا ہے اور سامان میں سے کوئی چیز بھی غائب نہیں
 ہوئی۔ جب سرائے کے دروازہ پر آئے تو دیکھا کہ سرائے کا دروازہ کھلا
 ہوا ہے اور دربان رو رہا ہے اور آگے گئے تو دیکھا کہ نانابی سرائے کے
 دروازہ پر کھڑا رو رہا ہے۔ انہوں نے کہا بھائی تمہارے رونے کا کیا
 سبب ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مرد خوش قدم جس کی نشانیاں فلاں
 فلاں ہیں۔ یعنی حضرت امیر حمزہ کی تمام نشانیاں بیان کیں۔ یہاں تشریفات
 لائے اور اس سواری کو ساتھ لائے۔ سرائے کے دروازہ پر ہاتھ رکھا۔
 تو وہ فوراً کھل گیا۔ جانور کو اندر لائے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ آپ نے
 جواب دیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ خبردار کسی کو مطلع نہ کرنا۔ نانابی نے بھی
 بتایا کہ جب میں نے یہ حال کا مشاہدہ کیا۔ تو میں بے خود ہو گیا ابھی تک
 وہی تصور آنکھوں میں سما یا ہوا ہے۔ صبح کو وہ قافلے والے اور نانابی اور
 سرائے بان حضرت امیر حمزہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت کو دیکھ
 کر پہچان لیا اور بہت سائزہ پیش کیا۔ حاضرین مجلس بہت متعجب ہوئے
 حضرت امیر نے فرمایا بھئی ہم نے ایک رات کچھ کام کیا تھا۔ یہ اس کی
 مزدوری ہے۔ ہم کما کر کھانے والے ہیں۔ مفت خور نہیں ہیں۔ مرد تو ایسا

ہونا چاہیے: تاکہ مریدوں کا کام پختہ ہو اور مرید وائم الاوقات رہیں۔ سید
امیر حمزہ اپنے معارف میں فرماتے ہیں کہ جو شخص حقیقت کے نام پر
شریعت سے باہر قدم رکھے تو اُسے بازار لے جا کر فروخت کر دینا چاہیے
کیونکہ وہ کسی کام کا نہیں۔

بیت

تا تو در مصطفیٰ سیائی ہرگز بسر صفائی نیائی
ترجمہ :- جب تک کہ تو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر نہیں ہوگا۔
تجھے صفائی حاصل نہ ہوگی۔

اور اس بیت۔ ارشاداتِ حضرت کے تو بہت ہیں ان کی شرح میں
پڑنے سے بات لہی ہو جائے گی۔

منقول ہے کہ مشہور فاسق شخص
مرید کی اصلاح بطریق کرامت حضرت امیر حمزہ سے بیعت ہوا

اور گناہوں سے توبہ کی۔ اس کے بعد حضرت امیر نے فرمایا۔ اب جاؤ
جو چاہو کرو۔ اس آدمی نے وہی پہلی عادت شروع کرنی چاہی۔ جب ناجائز
کام میں مشغول ہونا چاہا تو حضرت حمزہ مکمل صورت مبارک کے ساتھ
منودار ہوئے اور فرما رہے تھے۔ خبردار ایسا کام نہ کرنا۔ کہیں ورنہ ہلاکت

میں نہ پڑ جائے۔ حالانکہ وہ شخص کہنیہ میں اور حضرت امیر بخارا میں تھے۔
 بھی اس نے ناجائز کام کرنے کا قصد کیا تو حضرت امیر قدس سرہ نے
 پھر ظاہر ہو کر اس کی گردن پر تھپڑ مارا۔ چنانچہ وہ آدمی تین ماہ تک صاحب
 قریش رہا۔ صحت مند ہو کر جب حضرت امیر کی خدمت بارگت میں حاضر
 ہوا۔ تو حضرت نے فرمایا اگر ایک بار اور ایسے کام میں مشغول ہوا تو ہلاک
 ہو جائے گا۔ شیخ اور مقتدا ایسا ہونا چاہیے تاکہ شیخیت اس کو زیب دے۔

مرید کی حفاظت | منقول ہے کہ یک دن سید امیر حمزہ ساس میں تھے
 اور سالکان طریقت کی ایک جماعت آپ کی خدمت

میں حاضر تھی۔ خواجہ محمد با ساسی کے مزار پر الزار پر حاضری کے بعد چنانکہ
 حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ دوستو ہمارے مریدوں میں سے ایک آدمی
 کی صرف دیوانہ بھیر یا حملہ آور ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے
 اسے دفع کر دیا ہے۔

اہل التذیب اعتراض کی سزا | ایک بے اعتقاد آدمی بھی ان کے درمیان
 موجود تھا۔ اس نے کہا کہ یہ تو محال امر

ہے کہ ایک آدمی ساس میں ہو اور بات سوخا کی کرے۔ یہ تو صرف جھوٹ
 ہی ہو سکتا ہے۔ اس شخص کے دل میں یہ خیال آنے کی دیر تھی کہ اس کا
 پیٹ پھول گیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ وہ شخص سمجھا کہ یہ میری

بدگوئی کی سزا ہے اور اولیاء اللہ ایسی صفیوں سے خالی نہیں ہوتے اس نے کہا کہ مجھے سید امیر حمزہ کے پاس لے چلو میری یہ حالت اُن کی طرف سے ہوئی ہے جب اُسے امیر حمزہ کے دربار میں حاضر کیا گیا تو حضرت امیر اس وقت مراقبہ میں تھے۔ سراٹھا کر فرمایا کہ ارے نادان تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی برگزیدہ بندے ہیں جنکی نگاہ میں مشرق و مغرب روشن ہوتے ہیں تو نے گمان کیا تھا کہ میدان اولیاء اللہ سے خالی ہے خالی کبھی نہیں ہوگا تجھے رہائی منظور ہے۔

لیکن ہم نے تجھے حضرت خواجہ محمد بابا کے قبر ولی پر حاضری سے شفا یابی حوالہ کیا تھا۔ لہذا اُن کے مزار پر

حاضر ہو کر خلوص نیت سے دعا کر تو رہانی نصیب ہوگی۔ اس آدمی نے اس طرح کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو صحت عطا فرمائی۔ اس دن حضرت امیر سوخار کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ شخص بھی آپ کے ساتھ آیا اور بھڑیے بوالی بات یوں ہوئی کہ جب حضرت نے بات فرمائی تھی۔ درحقیقت آپ کے ایک فرزند ارجمند پر دلوانہ بھڑیا بڑی شہادت سے مایا اور ہوا تھا جس کو آپ نے رفع فرمایا تھا۔ وہ آدمی بھی پھر مرہانِ راہ خدا سے خبردار ہوا۔ اُسے بھائی خبردار خدا تعالیٰ کے اولیاء کے جن میں بے اعتقادی نہ کرنا اور رُحلت ہاکت میں نہ پڑے۔

مبتلائے مصیبت مرید کو مصیبت سے نجات دلا دی

منقول ہے کہ ایک دن حضرت میردس سرنا کے ایک مرید کے اونٹ اور گھوڑے و لدل ہیں ایسے پھسے کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے وہ شخص نہ تاجر امیر کی طرف متوجہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے اونٹ اور گھوڑے پیڑ سے باہر نکل آئے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ تھا جب اس شخص نے حضرت امیر کی طرف توجہ کی تھی۔ حضرت امیر نے اسی وقت اپنے عصائے مبارک کے سر سے اشارہ کیا تھا اور فرمایا کہ ہمارے فلاں یار کے اونٹ کچھ پیڑ میں گر پڑے تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے ان کو نکال باہر کیا ہے۔

جب اس واقعہ کی تاریخ کی تحقیق کی گئی ہے تو وہی نکلی جب حضرت نے یہ فرمایا تھا۔ لہذا نادانی اور بے اعتقادی سے کہیں یہ نہ کہہ دینا کہ بزرگان دین خالی ہوتے ہیں۔ یہ خالی نہیں ہوتے۔

سید امیر عمر کی عجیب کرامت | سید امیر حمزہ کے چھوٹے بھائی سید امیر عمر کی کرامات میں سے ہے کہ آپ

کو دلابت کشف جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں اکثر لوگ خرپوزہ کاشت کرتے ہیں۔ چونکہ وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید تھے۔ لہذا آپ نے بھی

وہاں خرلوزے کاشت کرائے جب خرلوزے پکنے کے قریب پہنچے اللہ تعالیٰ نے پانی بھیجا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم پہلے حضرت امیر کے خرلوزوں کو پانی دیں گے۔ پھر اپنے خرلوزوں کی طرف پانی چھوڑ دیں گے ایک بے اعتقاد آدمی نے کہا کہ پانی آنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ لہذا ہم پانی کسی کو نہیں دیں گے چونکہ پانی حضرت امیر کی کھیتوں میں پہنچ چکا تھا بلکہ کچھ کھیت سیراب بھی ہو چکا تھا۔ اس آدمی نے اپنے غلام بھیج کر پانی حضرت امیر کے کھیت سے لے جانا چاہا۔ حضرت امیر خدام کے ساتھ پاس ہی کھڑے تھے۔ فرمایا۔ بھائیو! اس کھیت کو سیراب ہونے دو پھر پانی اپنے کھیتوں کی طرف لے جانا۔ وہ لوگ نہ ملنے اور حضرت امیر کے کھیتوں سے پانی اپنے کھیتوں کی طرف لے گئے۔ جب جناب امیر نے مشاہدہ کیا تو فرمایا۔ اگر یہ خرلوزے نہ ہوتے تو ہم میں سے کسی ایک فرد کا دل بھی بے سبب مشغول نہ ہوتا۔ فرمایا کہ درویشوں کو کچھ بھی نہ چاہیے ضرورت کے وقت کوئی کمی نہیں ہوتی یہ قول حضرت عبداللہ انصاری کا ہے۔ خرلوزوں کی حفاظت کے لیے وہاں ایک چھپر سا بنا ہوا تھا وہ بھی اسی وقت جلا دیا اور فرمایا۔

تبادلہ دوستاں بدست آرمی بوستان پدرفروختہ بہ

دوستوں کی دلدارمی کے لیے باپ کا باغ بیچنا پڑے تو فروخت کر دینا

جی بہت ہے۔

ان سب کو چھوڑ کر اس گاؤں سے باہر تشریف لائے۔ ابھی ایک رات بھی نہ گزری تھی۔ بلکہ اسی رات میں ہی اس شخص کے گھر آگ لگی۔ تو گھر اور تمام گھر والے جل گئے۔ اس آدمی کو اپنی بات یاد آگئی تو سمجھا کہ میں نے بے ادبی کی ہے اور سید امیر عمر کے دل کو رنجیدہ کیا ہے۔ اپنے دل میں کہا کہ اگر اس بے ادبی کا تدارک کر لوں تو ٹھیک ہے ورنہ ہلاکت کے گرداب میں پھنسا ہوں گا۔ اس گاؤں کے چند لوگوں کو طلب کیا۔ اور ان سے کہا کہ تم لوگ حضرت امیر عمر سے مجھے معافی دلا دو۔ کیونکہ میں نے بڑی حرکت کی ہے۔ لوگوں نے حضرت امیر عمر کو بہت تلاش کیا۔ لیکن آپ نہ ملے کچھ دیر بعد امیر عمر نسف کہنہ میں استغراقی حالت میں ملے۔ کچھ دیر کے بعد امیر عمر نے روئے سخن یاروں کی طرف کیا اور فرمایا۔ دو ستمیرا خیال تو یہ تھا کہ جب خربوزے پک جائیں گے تو درویشوں اور پاک لوگوں کی روزی ہوگی اور عبادت گزاروں کے لیے عبادت کی قوت بنے گی۔ لیکن تم لوگ راضی نہ ہوئے۔ دوستان خدا کے قدم کی خاک پر خربوزے فدا ہوں۔ لیکن اتنا تو ہوا کہ یہ کام مخالفین کی محرومی کا سبب بن گیا اور جو آدمی درویشوں کو رنجیدہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خود رنجیدہ ہوگا خدا تعالیٰ کا یہی فرمان ہے۔

چوں خدا خواهد کہ پروہ کس در میلش اندر طعنہ پاکاں برود حضرت قطب

امیری نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جب گائے کے سر کٹنے کا وقت آئے تو اس گروہ کے زمین پر چھوڑو اور جب بیڑھی کے جلنے کا وقت آئے تو اس گروہ کی دیوار کے ساتھ لگا دو اور جب کسی کی تباہی مقصود ہو تو اس گروہ کے ساتھ بھڑا دو۔

جس کی ظاہری آنکھ اور باطن بینا ہو تو وہ شخص ان حضرات پر مقروض نہیں

ہوتا۔

قطعہ

نابینا را ز چشم باطن چہ خبر

گر لذت لوزینہ بدالتے فر

اندر عمر خویش خوردے کا ہے

ترجمہ :- نابینا کو باطن کی آنکھ سے کیا خبر۔ اور بہرہ کو شور و شر کی کیا خبر۔

اگر گدھا حلوے کی لذت جانتا ہوتا تو ساری عمر گھاس ہی نہ کھاتا۔

یہ تمام بے ادبی اس وجہ سے ہے کہ اس شخص کے باطن کی آنکھ

کشادہ نہ تھی۔ لیکن جان لو کہ تمام اویا اللہ نور زندگی ہیں کچھ دکھاتے

ہیں۔ لیکن یہ دعا گو بعد از وفات بھی کرامت دکھائے گا تاکہ تمام جہاں کو

پتہ چل جائے۔ جان لو کہ کرامت کا ظاہر کرنا درست نہیں بلکہ اس کا اثر رکھنا ضروری ہے۔ اگر بے اختیار ظاہر ہو تو درست ہے یہ تو اس زندگی کی بات ہے۔ لیکن بعد از وفات تو اس قسم کی کرامتیں ہیں۔

لا خوف علیہم ولا ہم یخزنون | نقل ہے کہ سید امیر عمر اکثر اوقات شفا محاسبہ میں مشغول رہتے۔ ایک شخص۔

اگر کہا کہ ترکوں کی ایک جماعت جو کہ اسماعیل انا کے مرید ہیں۔ ایک جگہ جمع ہو کر کئی طرح کی نامشروع حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں اور آپ

انہیں منع نہیں فرماتے اور درحقیقت یہ خود بھی اسی قوم میں سے تھا اور

ان کے ساتھ یہ طے کر کے آیا تھا۔ کہ اگر سید بخاری آئیں تو انہیں شہید کرنا

اور تمام لوگ مل کر ان کی دیت ادا کر دیں گے۔ حضرت امیر کسی تاخیر کے

بغیر روانہ ہو گئے۔ ایک آدمی کے سوا کسی کو ساتھ نہ لیا اور صرف ایک آدمی

کو ساتھ لیا جس کو نیک بخت کہتے تھے۔ حالانکہ وہ گاؤں اہل کش کا تھا

کو وہ جانور داراں بھی کہتے ہیں۔ اس نیک بخت نے کہا کہ اے محمد مکمل

وہ لوگ مسلمان تو جانتے نہیں اور وہاں بڑی تعداد میں جمع ہیں۔ کہیں آ رہے

کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔ حضرت امیر نے پوچھا کہ ان کی کتنی تعداد ہے

اس نے عرض کیا۔ بہت ہیں۔ اگر سب جمع ہوں تو قریباً ہزار کی تعداد

ہوگی۔ حضرت امیر نے فرمایا شکر ہے۔

قطعہ

باتوچوں بود عنایت حق از خصم دوسہ ہزار میندیش
 با پنجہ شیریں بزمین وز کام نہنگ و مار میندیش

ترجمہ :- جب تیرے ساتھ عنایتِ خداوندی ہو تو دو تین ہزار دشمن سے
 فکر مند نہ ہو بلے خطر تیرے پنجہ آزمائی کر سانسپ اور گرجہ سے بلے فکر ہو۔
 اسے عزیز۔ اگر عنایتِ خداوندی نے دستگیری کی تو سب کھلت
 دے دیں گے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے ان کی کثرت تعداد
 کا کچھ غم نہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہ فرماتے ہیں
 چوں رہ پاک است از مدعی چہ پاک است

ترجمہ :- جب تیرا استہ پاک ہے تو تجھے مخالفت کا کیا ڈر ہے۔

تو خود خدا کا بندہ بن جا۔ اگر تمام جہان بھی دریا بن جائے تو تیرے
 قدم کا بال بھی نزنہ ہوگا۔ جب حضرت امیر عمر کچھ دیر کے بعد ان ہندوین
 کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہ سب حضرت امیر کی طرف متوجہ ہوئے۔
 اور ان کے سردار نے حضرت امیر کا گریبان پکڑنے کی کوشش کی۔
 حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن کی طرف پھیر دیا اور زبان
 مبارک سے فرمایا کہ او بے دین تیرے دونوں ہاتھ خشک ہو جائیں

تاکہ تو آئندہ ایسے کام نہ کرے۔ فوراً ہی اس کے دونوں ہاتھ خشک ہو گئے اور پشت کے ساتھ ہی چپک گئے۔ آخر وہ تمام بدعتی لوگ تائب ہو گئے اور گمراہی کے راستہ سے باز آ گئے۔ حضرت امیر و عافرمائی تو دو تین دن بعد اس کے ہاتھ بھی درست ہو گئے یہ بجا جان لو کہ جو شخص اخلاص سے خدا تعالیٰ کی خدمت بجالائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرے۔ وہ سب خطرات سے نجات پاتا ہے اور اس کی دُعا و نہی نہیں ہوتی۔ وہ جو چاہے اللہ تعالیٰ اس کو عنایت کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ **خشک لکڑی ہری ہوئی** وصال ۸۰۳ھ کو ہوا اور آپ کے

جسد مبارک کو بخارا شریف لایا گیا۔ تو آپ کی قبر مبارک پر ایک حجرا ایک لکڑی پر لہرایا گیا اور بہ لکڑی اس سے پہلے دو سال تک رنگ برنگ کے گھر میں رہی۔ پھر آپ کی قبر پر گامی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک سال بعد وہ لکڑی سرسبز ہو گئی۔ جسے بہت لوگوں نے دیکھا۔ وہ اسی طرح کئی سال تک سرسبز رہی۔ قد آدم کے برابر بڑھ گئی۔ لوگ یہ نظارہ دیکھنے کے لیے دور دور سے آتے تھے۔ بعد میں ایک مسافر نے اسے بے اجازت پانی ڈالا تو وہ لکڑی خشک ہو گئی۔ اور وہ پانی پانی

والا اندھا ہو گیا۔ چنانچہ سب لوگ یہی سمجھے کہ یہ بیچارہ اس بے ادبی کے
 سبب اس مصیبت میں مبتلا ہوا ہے۔ لوگ بھی اُسے ملامت کرتے کہ
 بے بندہ خدا و رخت کی سرسبزی کے باوجود تجھے پانی ڈالنے کی کیا ضرورت
 تھی۔ اگر تو یہ نامعقول حرکت نہ کرتا۔ تو یہ کرامت نشان و رخت خشک نہ
 ہوتا۔ اب اے مخاطب! تجھے حضرت کی بلندی شان کے متعلق غور کرنا
 چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت سید امیر کلال قدس سرہ اور آپ کی
 ولاد امجاد اور خلفائے عظام کے کمالِ حال اور علو شان بیان کرنے لگیں تو
 ہر ایک کے احوال کے لیے ایک دفتر کار ہے۔ ہم قلمت گنجائش کے
 باعث صرف اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ اس سلسلہ طیبہ کے متوسلین
 کے پاس یادگار ہے۔ تجھے معلوم ہو کہ کاتبِ حروف حضرت کے نبی فرزندوں
 میں سے ہے۔ ویسے آپ کے حقیقی فرزند تو وہی ہیں جو تمام احوال اور
 اعمال میں آپ کے طریقہ رفیعہ کے پیروکار ہیں اور اپنی پوری زندگی کو شریعت
 کے ترازو پر تولتے ہیں اور حضرت امیر حمزہ جو کہ اس فقیر کے جدِ امجد ہیں ہمیشہ
 اپنے اصحاب کو مندرجہ ذیل وصیتیں کیا کرتے تھے۔ اب آخر میں وہ وصیتیں
 اور خواجگان نقشبندیہ کے سلسلہ عالیہ کا بیان کرتے ہیں۔ پہلے آپ حضرت
 کے کچھ مناقب سن چکے ہیں۔ اب آپ کی وصیتیں گوش ہوش سے سنیں
 کیونکہ یہ وہ قیمتی وصیتیں ہیں جو حضرت امیر اپنے یاروں کو کیا کرتے تھے۔

میں اس امید پر درج کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اپنے محبوب کریم اور ان کی آل پاک کے صدقے سے توفیق عمل عنایت کریں۔

حضرت امیر حمزہ کے وصایا شریفہ وہ وصیتیں یہ ہیں۔ فرمایا کہ اے
یارانِ طریقت راستہ پر اولیٰ

قدم سچائی پر رکھو تاکہ تمہارے کام کی بنیاد اصل پر درست ہو۔ میرے وال محترم کا بیان بھی یہی ہے۔ نیز فرمان خداوندی ہے کہ لوگوں کی محرومی کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے شرع کو چھوڑ رکھا ہے۔ حالانکہ سب سے پہلے تو اپنے اعتقاد کو درست رکھنا چاہیے تاکہ آدمی شک و شبہ اور بدعت ضلالت سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ اس کے بعد اپنے آپ کو تمام ناجائز کاموں سے خالی کرے اور اپنے اعتقاد میں صرف مفید نہیں بلکہ محقق ہونا چاہیے اور راستہ سے متعلق ہر چیز کے لیے دلیل یقینی کا علم چاہیے تاکہ بوقت ضرورت آدمی عہدہ برآ ہو سکے۔ اس بات سے بڑی اور کیا ہو سکتی ہے کہ آدمی مریدوں کے سامنے مذہب کی باتیں تو کرے لیکن متقدمین اور متاخرین کے اتفاق اور اختلاف سے واقف نہ ہو۔ راستہ چونکہ صاف اور واضح ہے۔ لہذا اس کے دلائل واضح ہونے چاہئے تاکہ ثابت ہو سکے کہ یہ مذہب تمام مذاہب سے درست ہے۔ حضرت امام نجم الدین عمر نسفی فرماتے ہیں کہ پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ

تصوف اور اہل تصوف کون لوگ ہیں اور ان کے کارنامے کیا ہیں۔

پہلے یہ سمجھ لو کہ "تصوف نام ہے۔ دل کو غیر خدا
تصوف کیا ہے؟" اتالی سے پاک رکھنے کا اور خدا تعالیٰ کے

الفضل اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے دل کو آراستہ
کرنے کا یہ بات ذہن نشین کر لو کہ اہل تصوف خدا تعالیٰ کے برگزیدہ

در سنت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار
ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے زمانہ میں وہ دس گروہ ہو چکے ہیں۔ نو گروہ تو گرفتار
باعت و گمراہی میں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

گمراہ متصوفین

حبیبیہ - اولیائیہ - شمراخیہ - اباحیہ - حالیہ -
حلولیہ - واقفیہ - متجاہلیہ - متکاسلہ - الہامیہ -
اب ان میں سے ہر ایک کا مذہب سمجھو تو۔

وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جب بندہ خدا کا دوست بن
جیبیہ جاتا ہے اور دوسروں کی دوستی سے ڈرتا ہے تو بندہ
مرفوع القلم ہو جاتا ہے یعنی اس کے لیے خطا اور عبادت کی تمیز اٹھ
جاتی ہے اور حرام چیزیں بھی اس کے لیے حلال ہو جاتی ہیں اور اس کو نماز

روزہ ترک کرنا جائز ہوتا ہے اور یہ گروہ اپنے ستر کو نہیں ڈھانپتا۔ اور یہ عقیدہ کفرِ محض ہے۔ ان کو کفر کے ساتھ پہچانا جاسکتا ہے اور ان کی بدکرداری بھی ان کے لیے پہچان ہے۔ اے سالک راہِ طریقت خبردار ان لوگوں کے قریب بھی نہ جانا۔ ورنہ ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑو گے۔ وہ لوگ ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ جب بندہ درجہ اولیائے ولایت کو پہنچتا ہے تو امر و نہی کا خطاب ان سے اٹھ جاتا ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل ہے۔ اور یہ بھی گمراہی ہے۔ بلکہ کفر ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

کہ جب صحبتِ قدیم ہو تو امر و نہی اس سے آٹھ
شہراخیہ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ڈھول۔ دف اور دیگر
 مزامیر میں محو رہتے ہیں اور اپنی عورتوں کو ہر ایک کے لیے مباح رکھتے
 ہیں کہ ہماری عورتیں تو بھول کی خوشبو کی طرح ہیں جس طرح بھول کو ہر
 ایک آدمی سونگھ سکتا ہے۔ اسی طرح عورتیں بھی سب کے لیے مباح
 ہیں اور یہ لوگ عبد اللہ شہراخی کے قول پر ہیں۔ لظاہر تو درپے اصلاح
 ہیں۔ لیکن حقیقت میں فسادِ عالم ہیں۔ ان بد بختوں کو قتل کرنا از روئے
 شرع جائز ہے۔

اباحیہ وہ مذہب ہے جو کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے آپ کو گناہ

بچانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ دوسرے کو کیسے منع کر سکتے ہیں تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجا ہو۔ یہ بد نصیب، آپس میں مالوں کو اور عورتوں کو مباح جانتے ہیں۔ یہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کفر ہے اور راحت کے لیے حجاب یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔

حالیہ | ان کا مذہب یہ ہے کہ وہ قرض کرنا تالی بجا اور سنت اور سماع کے درمیان بے ہوش ہو جاتے ہیں اور ایسا حال لاتے ہیں کہ ان میں حس و حرکت نہیں رہتی ہے اور پھر ان کے سر یہ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ حال لائے ہیں۔ حالانکہ یہ طریقہ بھی خلاف سنت ہے۔

حلولیہ | ان کا مذہب یہ ہے کہ خوبصورت نامحرم عورتوں اور لڑکوں کو دیکھنا حلال ہے۔ اور اپنے محبوبوں کی مجلس میں قرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہمارے پاس آئی ہے اور ہمیں اس صفت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں اور یہ بھی کفر محض ہے۔ حلولیہ بھی حالیہ مذہب کی طرح ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جب حال میں دماغ کو بے ہوشی آتی ہے تو گویا دماغ کو وطمی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا ہوش میں آنے کے بعد غسل کرنا چاہیے اور یہ بھی باطل ہے۔

واقفیہ | مذہب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شناخت کوئی

نہیں کر سکتا اور بندہ اُس کی شناخت سے عاجز ہے۔ بس اتنی بات یقینی ہے کہ وہ ہے اور وہ کہا کرتے ہیں یا اللہ تجھ کو تو ہی جانتا ہے اور بس اور تجھ کو کوئی آدمی نہیں جانتا اور یہ بھی گمراہی ہے۔

منکاسلیہ یہ مذہب ہے کہ وہ ترک کسب کرتے ہیں اور لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے ہیں۔ اور اپنے پیٹ

کا جہنم بھرنے کے لیے ہر دروازے پر ذلیل ہوتے پھرتے ہیں۔ لوگوں کی زکوٰۃ اور اُن کے مالوں کی میل کھیل کھاتے ہیں۔ قرآن مجید اور دیگر کتب شریفہ کے پڑھنے سے گریز کرتے ہیں اور بتدعین کی کتابوں کی تبلیغ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید حجابِ راہ ہے۔ اشعار و ابیات وغیرہ پڑھ کر اپنا کام چلاتے ہیں۔ یہ بھی گمراہی اور باطل ہیں۔

اہل حق کی پہچان اور اہل حق وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کریں اور قرآنِ فیض کو اپنے قلوب

پر ادا کریں۔ عیشِ دنیوی اور سماع سے پرہیز کریں۔ ناجائز عشقِ بازی سے گریز کریں۔ لقمہ حرام سے بچیں اور کسبِ معاش میں مشغول ہوں اور اہل سنت و جماعت کے ساتھ صحبت اور زندگانی گزاریں۔ اور بڑوں کی صحبت سے پرہیز کریں اور اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈالیں۔ اگر مخلوق اُن کو پہچان لے۔ تو وہ مخلوق سے گریز کرتے ہیں اور مسلمانوں پر رحم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

سے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور کسی کی غیبت نہیں کرتے۔ دنیا کی
زیب وزینت اور عیش و آرام پر مائل نہیں ہوتے اور صحابہ تابعین اور نیک
لوگوں کی سیرت پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور گذشتہ مشائخ کا انکار نہیں کرتے۔
اہل بدعت کی متابعت نہیں کرتے۔ ان صفتوں والے لوگ سچے درویش
ہیں۔ ان کی دوستی خدا اور رسول کی دوستی ہے۔ ان کی دشمنی خدا اور رسول
کی دشمنی ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بَلَّتَقُوا لَهُمْ مَغْفِرًا كَثِيرًا
أَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ :- یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرینزگاری کے لیے
آزمایا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

جبکہ تو ان لوگوں کے حال سے واقف ہو چکا ہے تو پھر تجھے چاہیے
کہ اس ایک گروہ کی تعظیم اور پیروی کرے اور ان کی صحبت اختیار کرے
اور باقی نو گروہ جو کہ اہل بدعت اور ضلالت ہیں۔ ان سے پرہیز کرے اور
ان کی صحبت سے دور رہے۔ بلکہ ان کی اہانت کرنے میں کوشش کرے
تاکہ صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدہ میں تجھے بھی شمولیت
نصیب ہو۔ سید اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

من اهان صاحب بدعة امنه الله تعالى من فذع الاكبر
ترجمہ :- جو شخص بدعتی کی توہین کرے، اللہ تعالیٰ اس کو بڑی گھبراہٹ سے
امن میں رکھے گا۔

مرد حق آگاہ کی علامات

حضرت امیر حمزہ فرماتے تھے کہ مرد وہ ہے
جس کا کھانا بھوک سے ہو اور اس کا سونا
نیند کے غلبہ سے ہو اور اس کی بات ضرورت سے ہو اور جب تک حضرت
مجبور نہ کرے، بات نہ کرے، بلکہ خاموش رہے، مرد وہ ہے جو بلا ضرورت
نہ سوئے، حضرت امیر حمزہ بارہا اپنے پیاروں سے فرماتے کہ اگر تم حاضر
ہو تو نہ سوؤ، اگر غائب ہو تو محروم ہو، لہذا اپنی مصیبت میں مشغول رہو کیونکہ
مصیبت زدہ کو نیند نہیں آتی اور حاضرین بارگاہ کو دربار شاہی میں پاؤں
درا کرنا بے ادبی ہے، اہل مجاہدہ کی نیند عین مشاہدہ سے، خبردار ممکن
حد تک کسی کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا، ہو سکتا ہے کہ اس کو تم سے زیادہ
خدا تعالیٰ کا قرب نصیب ہو، ایک بزرگ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے
تین چیزوں کو تین چیزوں میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔
• اپنے غضب کو گناہ میں چھپایا ہے۔
• اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں چھپایا ہے۔
• اپنے دوستوں کو مخلوق میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔

پس خلق خدا کو عزیز رکھیے۔ شاید ان میں کوئی خدا تعالیٰ کا دوست ہو۔ اور تم نہیں جانتے ہو یہ طر لقیّت میں ایک بنیادی بات ہے۔ سب کو چاہیے کہ اس معاملہ میں سعی بلیغ فرمائیں۔ اور صرف دنیاوی بڑائی کی وجہ سے کسی آدمی کی تعظیم نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نزدیک دنیا اور اس کے چاہنے والے تمام حقیروں سے زیادہ حقیر ہیں اور اپنے دین کو کسی کی دنیا پر قربان نہ کرو۔ اس شخص سے بڑا بیوقوف اور کوئی نہیں جو دوسروں کی دنیا کو اپنا دین سمجھے اور اس سبب سے رحمت خداوندی سے محروم رہے اور ایسا آدمی دونوں جہانوں میں ذلیل ہوتا ہے اور جو شخص خلق کی رضا جوئی کے لیے خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے اور جو آدمی خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے مخلوق کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے اور مخلوق کو بھی اس سے خوش کر دیتا ہے اور اگر کوئی آدمی تمہارے ساتھ دشمنی کرے تو اس میں مشغول نہیں ہونا چاہیے کیونکہ دشمنی کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ تم خواہ مخواہ اپنا دین دشمنی کی نذر کر دو گے۔ اسی طرح مخلوق کی دوستی میں بھی مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے اس دوستی کو ہمیشگی نہیں ہوگی اور مخلوق سے طمع تو ایک باری منقطع کر لو۔ خدا تعالیٰ جو روزی عنایت کرے اس پر قناعت کرو۔ اس لیے طمع کرنے والا ہمیشہ غمگین ہے اور قناعت کرنے والا ہمیشہ خوش ہوتا ہے۔

قطعہ

مرا بجز قناعت خدائے کرد عزیز
ازاں زگر و طمع و امن و ام پاک است

طبع زخلق بریدم از آنکہ میدانم کہ ہر حرف طبع را میانہ کاواک است
 ترجمہ :- مجھے خدا تعالیٰ نے قناعت کی عزت سے معزز کیا ہے۔ اس
 لیے طبع کے غبار سے میرا دامن دل پاک ہے۔ میں نے مخلوق سے طبع کو
 امید نہیں رکھی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ طبع کے تینوں حروف خالی ہیں۔

اور عبادت میں غرور نہ کرو۔ اور
بادوستاں مروت با دشمنان مدارا لوگ تمہاری غیبت میں مشغول

ہو جائیں گے اور لوگوں سے مالی امداد کی توقع نہ رکھو۔ کیونکہ جڑیں آدمی
 لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوتا ہے اور مخلوق سے اپنی امیدیں منقطع کر
 لے۔ خدا تعالیٰ کا پیارا ہوتا ہے اور مخلوق میں بھی معزز ہوتا ہے اگر کو
 شخص تمہاری مدد کرے تو اس کا شکریہ ادا کرو۔ اگر تمہارے حق میں کوئی
 آدمی تفسیر کرے تو شکایت نہ کرو۔ اپنی طرف سے اس کی عذر خواہی کر
 اور کسی بھی مومن کی عیب جوئی نہ کرو۔ اور حجت تک منافق کو قابل اصلاح
 نہ سمجھو۔ اس کو نصیحت نہ کرو۔ اگر اس کو ملامت کرو گے تو وہ بجائے
 کے اٹا تمہارا دشمن ہو جائے گا۔

اگر کوئی آدمی خلاف واقع بات کرے۔ تو قول
آواپ معاشرت کی امید ہو۔ تو اس سے کہو۔ ورنہ خاموش رہو۔
 ایسی چیز جو گناہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے متعلق بہر حال نرمی سے کہو۔

چاہیے کہ بھائی یہ تو برا کام ہے۔ ہرگز نہ کرنا چاہیے اور جب مخلوق سے تمہیں
 رہائی نصیب ہو جائے تو خدا تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کرنا چاہیے کہ
 اس نے اُن کے شر کو تم سے دفع کیا ہے۔ اگر مخلوق سے تمہیں کوئی تکلیف
 پہنچے تو معاف کر دیا کرو۔ اور اس کے بدلہ کی کوشش نہ کرو۔

بزرگ زادہ ہونے کی وجہ سے تعظیم کی خواہش نہ کرو

یہ بھی نہ کہا کرو کہ فلاں آدمی نہ تو میرا حق پہچانتا ہے اور نہ میری تعظیم
 کرتا ہے۔ حالانکہ میں مالی اور نسبی حیثیت سے ایسا مرد بزرگ ہوں۔ یہ
 تو خود فروشی ہوئی اور خود فروشی حماقت کی دلیل ہے۔ کوئی آدمی جتنا زیادہ
 اہم ہو۔ اتنا ہی زیادہ خود فروش ہوتا ہے اور یہ بات بھی جان لو کہ اللہ
 تعالیٰ تمہیں دنیا میں اس لیے تکلیف دیتا ہے کہ تمہارے گناہوں کا
 کفارہ ہو جائے۔ کیونکہ بندہ پر جب کوئی تکلیف آتی ہے تو اس مصیبت
 اور غم کی وجہ سے بندہ کے بہت سے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگر
 لوگوں کے درمیان رہو۔ تو وہ جو بھی کہتے رہیں تم شریعت کی رو سے سُنو
 اگر وہ باطل کہیں تو مت سُنو اور مخلوق کی طرف سے جو بھلائی پہنچے۔ اپنی
 زبان سے اُسے تازہ رکھو اور مخلوق کی بدسلوکی کے ذکر سے اپنی زبان
 بند رکھو۔ دوسروں کے ساتھ پورا انصاف کرو۔ اپنے لیے کسی سے

انصاف نہ مانگو۔

اخلاق عظیمہ

ایک دن مولانا عارف دیگر انی اس فقیر کے جدا مجد حضرت
امیر حمزہ سے فرماتے تھے کہ اگر ایسا یار چاہو جو تمہارا بڑا
اٹھائے تو بہت ہی مشکل ہے اور اگر ایسا یار چاہو جس کا تم بوجھ اٹھاؤ
سارا جہان ہی تمہارا یار ہے اور اس فقیر کے جدا مجد ہمیشہ فرماتے تھے
سب لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ اور سب کی رعایت کرو
پرہیزگار بنو۔ لیکن تکبر نہ کرو بلکہ عاجز بن کر رہو اور ذلیل و خوار نہ ہو سب کا
میں میانہ روی اختیار کرو اور جاہلوں سے دور رہو اور خود بین نہ بنو اور
طرف دیکھنے والے نہ بنو اور جہاں مخلوق بہت ہو کھڑے ہو جاؤ بات
کہو اگر کوئی آدمی تم سے بات کرے تو اچھی طرح سنو۔ بے پروائی مت کرو
لوگوں کو سہانے والی بات نہ کہو اور اپنے آپ کو میانہ رکھو۔ کسی سے کوئی
چیز مانگو۔ تو مبالغہ نہ کرو۔ گناہ اور ظلم پر کسی کی دلالت نہ کرو۔ اپنے خاندان
میں خوش خلق رہو۔ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ سختی سے پیش آئے تو
اپنی زبان کی نگہداشت کرو۔ اور بات سوچ کر کرو۔ اگر کوئی معزز تم
قریب ہو۔ تو اس بات پر مغرور نہ ہو۔ دنیا اور اہل دنیا سے گریز کرو۔
کو اپنے دین سے زیادہ عزیز نہ رکھو۔ جب تک ہو سکے۔ علماء کی صحبت
اختیار کرو۔ اور طلب علم سے ایک قدم بھی دور نہ ہو۔ اس لیے کہ

عامل شیطان کے ہاتھ کا مال ہے۔ اگر علم تھوڑا ہو اور اس پر عمل کرے
تو وہی بہت ہوگا۔

علم کی قضیلت اس فقیر کے جدِ امجد فرماتے ہیں کہ جاہل اس مزدور
کی طرح ہے کہ جو تمام دن بیل اور آلات زراعت
سے محنت کرتا ہے اور زمین کو درست کرتا ہے اور رات کو ایک
درم ملتا ہے اور عالم ریاضی دان کی طرح ہے جو کہ کسی جگہ ایک خط
کھینچتا ہے۔ تو رقم حاصل کر لیتا ہے۔ پس جتنا علم اور معرفت زیادہ ہوگی
اتنی مشقت کم ہوگی اور ثواب زیادہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ تمام کاموں
کا اصل علم ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

رباعی

پونیسیت سیم وزر چو سہزاست گو مباحث معصوم باد و امن مے گو نم از تری
بر خوانِ فضل زہر خوری بہ بود بے کز خوانِ جہل گر سہہ شیر و شکر خوری
ترجمہ :- اگر تیرے پاس سونا چاندی نہ ہو۔ مگر سہز ہو تو کوئی فکر نہیں۔ تیرا
مسخ دامن تری سے بچا رہے۔ علم و فضل کے دسترخوان سے اگر زہر بھی
کھائے تو جہالت کے دسترخوان سے شیر و شکر کھانے سے بہتر ہے۔
دنیا آخرت کی کھیتی ہے | یہ بات اچھی طرح جان لو کہ پر سہز کاری

سے بہتر کوئی کام نہیں۔ اور ایمان سے بہتر کوئی نعمت نہیں اور خدا تر
 سے بہتر کوئی مشغولیت نہیں اور موت سے بہتر کوئی سامانِ عبرت نہ
 اور دنیا تمہاری کھیتی ہے۔ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔ الدنیا مزدور
 الاخرة یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا میں رہ کر آخرت کے لیے
 کرنا چاہیے تاکہ نجات نصیب ہو۔ اپنے آپ کو عجب، ریاء، تکبر، حسد
 اور غنیمت سے پاک رکھو۔

بیت

ریاء و عجب کوہ آتشیں است نمیدانی کہ کوہ دوزخ این است
 ترجمہ :- ریاء اور خود پسندی آتش فشاں پہاڑ ہے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ
 کا پہاڑ یہی ہے۔

اور دنیاوی مرتبہ اور قبولیت خلائق
 دنیا طلبی کے لیے علم نہ پڑھو لیے علم حاصل نہ کرو۔ حضور علیہ السلام

والسلام نے فرمایا کہ طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومس
 یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے فرض ہے اور
 کو چاہیے کہ ہمیشہ طہارتِ قلبی میں مشغول رہیں۔ کیونکہ جب تک دل
 کی پلیدیوں سے پاک صاف نہ ہو جائے مقصود حقیقی تک نہ پہنچے

اور تمام نیکیوں کا اصل ترکِ دنیا ہے اور تمام برائیوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور ماوجود اس کے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا سے عیش و نعمت تلاش کرے تو یہ اس کے لیے وبالِ جان ہے۔ اور اس فقیر کے جدِ امجد نے اپنے پیاروں سے پھر فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ حرام نہ کھاؤ۔ اور حرام خوردوں کے ساتھ صحبت نہ رکھو۔ کیونکہ یہ چیز تمہارے دلوں کو سیاہ کر دے گی۔

قطعہ

بابتوں کم نشیں کہ صحبت بد
آفتاب باہیں بزرگی را
ہمہ پاک ترا پید کند
پارہ اپر ناپدید کند
ترجمہ :- بڑے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو تو اگر پاک بھی ہو تو وہ تجھے
پسید بنا دیں گے۔ اتنے بڑے آفتاب کو بادل کا ایک ٹکڑا چھپا لیتا
ہے۔

اور فرمایا جو شخص حرام لقمہ کھاتا ہے۔ جب تک کہ وہ لقمہ اس کے پیٹ میں رہے گا۔ اس کی عبادت حجاب میں رہتی ہے۔
اکلِ حلال اور یہ بھی ضروری امر ہے کہ اپنی گودڑی کو حرام سے پاک

رکھے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کسی کی گود میں ایک دھاگہ بھی حرام ہوگا۔ اس کی عبادت اس وقت تک حجاب میں ہوگی جب تک کہ وہ کپڑا اس کے جسم پر ہوگا۔

اور کسی بھی نامحرم سے ہم نشینی نہ کرو۔ کیوں کہ اس نامحرم سے پرہیز کی صحبت بہت مضر ہوگی۔ جیسا کہ کسی سالک نے فرمایا ہے۔

قطعہ

باید منیشن و باش بیگانہ او در دام افقی اگر خوری دانه او
تیراز پئے راستی کماں راج دید بنگر کہ چکونہ جست از خانہ او

ترجمہ: برے کے ساتھ نہ بیٹھ اس سے الگ تھلک رہ اگر اس کھائے گا تو اس کے پھندے میں پھنس جائے گا۔ تیر چو نکہ سیدھا تھاں اس نے کمان کو پیرھا دیکھا تو پھر دیکھ کیا اس کے گھر سے چھوٹا۔

جب آپ وصیتیں فرمائیے حضرت امیر حمزہ کا وقت وصال | مسلسل تین شبانہ روز عالم میں
میں مستغرق رہے۔ تین دن کے بعد عالم استغراق سے افاقہ ہوا۔
اٹھا کر فرمایا۔

بشارت الحمد للہ جیسا کہ ہمارے والد محترم کو قبل از وفات خوشخبری ملی تھی۔ ہمیں بھی اسی عبارت کے ساتھ خوشخبری مل گئی ہے اور آپ نے بھی اپنے فرزندوں کو کسی نہ کسی کے سپرد کیا اور اس فقیر کو حضرت مولانا سیدنا حسام الدین والحق الثناسیؒ کے سپرد کیا۔ پھر حاضرین سے فرمایا۔

میری قبر سے جو مانگو ملیگا کہ اے یارو اور بھائیو تمہارے اس دعاگو کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مشرہ ملا ہے کہ چالیس سال تک ہماری روحانیت سے جو بھی مانگو۔ اگر تمہیں تمہارا مطلوب نہ ملے تو روز قیامت تمہارا ہاتھ اور میرا دامن جب یہ فرما چکے تو اسی وقت تمام یاروں کو خیر باد کہا۔ اور خراماں خراماں جو رحمت خداوندی میں تشریف لے گئے۔ اس دن ۸۰۸ھ ہجری ماہ شوال المکرم تھا۔ نور اللہ مرقدہ اب اس کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اس خالو زادہ عالیہ سلسلہ بیان کریں تاکہ یاران طریقت اپنے سلسلے سے بھی واقف ہوں۔ معلوم ہو کہ سلسلہ عالیہ کو تمام سلاسل پر بہت فضیلت ہے۔ اس لیے یہ سلسلہ کل ہے۔ کیونکہ طالبوں کی ہر مشکل خواہ شریعت سے متعلق خواہ طریقت یا حقیقت سے اس کا حل یہاں موجود ہے۔ دوسری نسبت یہ ہے کہ یہ سلسلہ طیبہ ظاہر اور باطن کے لحاظ سے حضور علیہ السلام

تک پہنچتا ہے اور تمام طالبین کا مقصود اقوال، افعال اور اعمال میں
متابعت نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

مشائخ کبار علیہم الرضوان سے منقول ہے
شجرہ خوانی کے فوائد کہ طالبین خداوند تعالیٰ ہیں سے ہر ایک مرد

جو کہ حرم ایمان کا محرم ہو جس میں واعیہ طلب پیدا ہوا ہو اور جو شہباز

شرافت کے لائق ہوا ہو جس کے دل میں آتش محبت موج زن اس

پر واجب ہے کہ مشائخ عظام کے اسما طیبہ کو پہچانے بلکہ محققین کے

نزدیک جو کہ بارگاہ اقدس کے خاص الخاص ہیں تو یہ فرض عین بلکہ عین

فرض ہے خصوصاً وہ آدمی جس کو ان برگزیدگان خدا میں سے کسی سے

محبت اور ارادت ہو اور جو اپنے مراقبات اور توجہات اور مواصلات

روحانی میں ان کی روحانیات سے اپنی نسبت میں فیض و برکت مشاہد

کرے۔ نیا برین معنی میں نے چاہا کہ سلطان الطریقیت برہان الحقیقت

قطب المحققین امیں السالکین صاحب مشاہدات روحانیہ و مکاشفات

جسمانیہ تتبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القول والعمل مرشد المخلق

المخلق الی المخلق خواجہ عبدالخالق عجدوانی نور اللہ مرقدہ کا سلسلہ طریقت

تجھے معلوم ہو کیونکہ جس سلسلہ سے کوئی شخص وابستہ ہو اس سلسلہ کے

مشائخ عظام کا علم اس کے لیے ضروری ہے۔

شجرہ طیبہ | اب تجھے معلوم ہو کہ کاتب الحروف کی ارادت بجا رہا الفقراء
 والمساکین وارث الانبیاء والمرسلین ناصر الملوک والسلاطین
 قدوة المحققین مولانا سیدنا و استاذنا حسام الدین شاشی طیب اللہ سے
 ہے اور ان کی ارادت اول حال میں قطب الاقطاب شیخ محمد سونچی
 رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ لیکن بعد میں ارادت تربیت اور اجازت بیعت
 اس فقیر کے جد امجد سید السادات منبع العز والسعادات جناب حضرت
 سید امیر حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور ان کی ارادت تو اپنے والد ماجد
 برگزیدہ ملک بے زوال حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے تھی لیکن
 اپنے ان کو اپنے خلیفہ مولینا عارف الحق والدین و بکرانی کے حوالہ کیا
 تھا اور حضرت امیر کی وفات کے بعد مولینا نے ان کی تربیت فرمائی لیکن
 انہوں نے حضرت امیر کی وفات کے بعد ان کی تربیت فرمائی اور مولینا
 عارف کی ارادت برگزیدہ ملک بے زوال یعنی حضرت سید امیر کلال رحمۃ
 اللہ علیہ سے تھی اور ان کی ارادت طریقت کے رکن یحییٰ خواجہ مجدد باہمی
 سے تھی اور ان کی ارادت حضرت خواجہ شیخ علی عزیزاں سے تھی اور ان کی
 ارادت مرشد عباد اللہ خواجہ محمود الجیر فغنومی سے تھی اور ان کی ارادت
 محرم اسرار الہی خواجہ عارف دیوگرمی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ اور ان کی
 ارادت محرم اسرار قرآن لسان القدس نرحمان الرحمن خواجہ عبدالمحلق

عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور ان کی ارادت شاہباز لامکانی شیخ
 ابو یوسف ہمدانی قدس سرہ سے تھی۔ اور ان کی ارادت رئیس السالکین
 سر اللہ فی الارض شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ سے تھی۔ اور ان کی ارادت
 حضرت شیخ ابوالقاسم کورگانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ اور ان کی ارادت
 قدوۃ الواصلین شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ اور ان کی ارادت
 سلطان الواصلین قطب العارفين شیخ ابوزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے
 تھی اور ان کی ارادت امام المتقین سلطان الطریقہ سید سادات العظام
 امام ابن امام جعفر صادق رحمۃ اللہ سے تھی۔ اور ان کی ارادت خالص الخاص
 خالوادہ رسالت پناہی حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے تھی اور
 ان کی ارادت حضرت سلیمان فارسی سے تھی اور ان کی ارادت پانچ
 رسول مختار برگزیدہ مکہ جبار امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی
 عنہ سے تھی اور ان کی ارادت سید سادات عالم وند سعادات
 آدم حضرت سینا و مولینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی
 حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کی سعید
 حضرت سلطان العارفين بايزيد
 ۲۶۰ سال بعد فیض رسائی
 اللہ علیہ سے حضرت سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ۲۶۰ سال
 ہوئی ہے۔ جس کا واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت سلطان العارفين

وفات کا وقت قریب آ پہنچا حضرت کے بڑے بڑے خدام حاضر تھے جن میں ایک ہزار درجہ مقتدا فی پرفائز تھے اور مشائخ وقت میں شامل تھے اور حضرت سلطان العارفين تین دن ایک گوشہ میں متکلف رہے۔ تین دن بعد جب حضرت باہر تشریف لائے تو یاروں میں سے ایک کو خرقہ اجازت کی توقع تھی۔ لیکن حضرت سلطان العارفين نے ارشاد فرمایا کہ اجازت اور خرقہ خلافت اور ہمارا عصائے مبارک خرقان کے ایک چور کورے دیدیے گئے ہیں جو ہمارے انتقال کے ۲۶ سال بعد ظاہر ہوگا۔ حضرت سلطان العارفين علیہ الرحمۃ کی وفات بقول بعض ۲۵ھ میں ہوئی اور بعض نے ۲۶ھ بتائی ہے۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر شیبانی سے کلمہ ہی وقت دم ہے

اور حضرت ابوالحسن خرقانی خرقان اور بسطام کے درمیان رہنری کیا کرتے تھے۔ ایک دن اچانک بوقت سحری ہاتھ نے آواز دی۔ جو کہ شیخ ابوالحسن کے کانوں میں پہنچی۔ آواز یہ تھی کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو صلح کرے اور ان کاموں سے کنارہ کشی کرے۔ شیخ ابوالحسن نے جواب دیا۔ اسی وقت حضرت سلطان العارفين کے مزار پاک کی طرف منسوب ہوئے اور برابر دس سال تک حضرت کی تربیت پر سیدار رہ کر حیلہ کشی

کرتے رہے۔

قبر سے ندا آئی ہم نے تجھے مقصد اپنا دیا ایک دن سحری کی وقت
تربت اقدس سے آواز

آئی۔ اے ابوالحسن ہم نے تجھے مقام مقصد آئی عطا کیا ہے۔ اور خلق خدا کو
خدا کی طرف دعوت دو۔ شیخ ابوالحسن نے جواب میں کہا کہ مجھے پتہ نہیں
کہ یہ آواز رحمانی ہے یا غیر رحمانی۔

سلطان العارفين قبر الوری سے باہر تشریف لائے حضرت سلطان العارفين
کے مزار مبارک کو

حرکت ہوئی اور مزار کو شکافت ہوا۔ سلطان العارفين کی مکمل صورت ظاہر
ہوئی۔ جیسا کہ بزرگوں کا قول ہے۔ ارحنا اشباحنا اشباحنا
ارحنا۔ ہمارے روح ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہمارے روح
ہیں۔ حضرت ابوالحسن کا ہاتھ پکڑا اور خرقہ خلافت پہنایا اور تاج عنایت
کیا اور عصا عطا فرمایا اور اجازت عطا فرمائی۔ مگر اس زمانہ کے مشائخ
نے زبان طعن و راز کی کہ صرف روحانیت پر اکتفا درست نہیں۔ اس
لیے اگر صرف روحانیت پر اکتفا درست ہوتا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی روحانیت ہی کافی ہوتی۔ کیونکہ ارواح اولیاء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے روح الوری کے مظاہر ہیں۔ اس بات کے پیش نظر تجدید عہد بیعت

حضرت ابو علی رودباری طوسی سے کی۔ لیکن اہل تحقیق کے نزدیک بیعت وہی ہے۔ جو پہلے ہو چکی ہے۔ اور عین ارشادات اور عین اجازت خداوندی ہے اور شیخ یوسف ہمدانی کے خلفاء چار تھے۔ پہلے خواجہ عبداللہ دوسرے خواجہ اندلی تیسرے خواجہ احمد لیسوی چوتھے خواجہ عبدالمالک نجدوانی علیہم الرحمۃ اور خواجہ عبدالمالک نجدوانی کے بھی چار خلفائے تھے۔ اول خواجہ احمد صدیق دوسرے خواجہ اولیا کبیر تیسرے خواجہ عارف ربوگری چوتھے خواجہ سلیمان اور ان کا مزار کرمنیہ میں ہے اور خواجہ اولیا کبیر کے بھی چار خلفاء ہیں۔ پہلے خواجہ سوکماوہ اور ان کا مزار اپنے مرشد خواجہ اولیا کبیر کے پاس بنجارا میں ہے۔ دوسرے خواجہ غریب تیسرے خواجہ زکی خدا یادی اور ان کا مزار بھی اسی بستی میں ہے اور چوتھے ان کے فرزند خواجہ غریب ہیں اور خواجہ غریب کے خلفاء بھی چار ہیں۔ پہلے خواجہ اولیا پارسا اور ان کا مزار خرمین میں ہے۔ دوسرے خواجہ حسن ساوری اور ان کا مزار بھی اسی بستی میں ہے۔ تیسرے خواجہ اوکچان اور ان کا مزار حوض مقدم کے قریب خواجہ چہار شنبہ کے بالائے پشت میں واقع ہے چوتھے خواجہ اولیا غریب اور ان کا مزار محبت میں ہے اور خواجہ ربوگری کے پہلے خلیفے خواجہ محمود انجمیر فنومی ہیں اور ان کے خلیفہ خواجہ محمود شیخ لامینی خوارزم میں ہیں اور امیر حسن و ابکتوی ان کا مزار اسی گاؤں میں ہے اور خواجہ امیر حسن

کے خلیفہ خواجہ علی عبدالوہابی ہیں اور ان کا مزار اسی مقام میں ہے اور شیخ علی
 رامیتنی کے خلفائے ہیں سے اول خواجہ محمد بابا سماسی ہیں اور ان کا مزار اسی جگہ پر
 ہے۔ دوسرے خواجہ حجاج بلخی ہیں جن کا مزار بلخ میں ہے اور تیسرے خواجہ
 محمد کلاہ دوزخوارزم میں ہیں اور چوتھے ان کے فرزند خواجہ ابراہیم عزیزاں ہیں
 اور خواجہ محمد بابا سماسی کے پہلے خلیفہ سید امیر کلال ہیں۔ دوسرے خواجہ محمد بابا
 صوفی اور ان کا مزار سوغار میں ہے اور ایک مولانا دانشمند علی اور
 ایک خواجہ محمود بس۔

حضرت امیر کے خلفاء حضرت سید امیر رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۱۴ خلفاء ہیں
 جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ مولانا عارف دیرگانی

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور خواجہ جمال الدین دیہ اسانی اور شیخ یادگار
 اور خواجہ شیخ دراز ولی اور مولانا جلال الدین کینتی اور شیخ شمس الدین کلال
 اور خود حضرت امیر کے چہار فرزند ان گرامی قدر سید امیر ربان، سید امیر شاہ
 سید امیر حمزہ اور سید امیر عمر اور مولانا طاہر اور مولانا محمد طاہر اور مولانا محمد خلیفہ
 اور مولانا بہاؤ الدین طوالسی اور بہپوان محمود علاج سمرقندی اور شیخ نور الدین
 میدانی اور خواجہ محمد آہنگری اور شیخ امین کرینی اور مولانا سلیمان کرینی۔ ان
 کے علاوہ اور بھی بہت ہیں کہ اگر ان سب کے نام لکھیں تو یہ کتابچہ اس
 کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

اور اس فقیر کے جد امجد سید امیر حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بھی بہت ہیں۔ منجملہ ان کے مولینا حسام الدین و مولانا حمید الدین شاشی اور مولانا کمال الدین ^{میدانی} و امیر کلاں و امیر خوریہ و دونوں ان کے بھائی سید برہان کے فرزندوں میں سے ہیں۔ اس کے علاوہ شیخ مبارک بخاری اور شیخ عمر سوزنگر بخاری اور شیخ علی کوکی و شیخ احمد خوارزمی اور مولانا عطا سمرقندی اور مولانا مبارک کرینی اور مولانا حمید کرینی مولانا نور الدین کرینی اور مولینا سید احمد کرینی اور شیخ حسن کرینی و شیخ حسن نسفی اور شیخ حسام الدین و شیخ تاج الدین اور شیخ علی خواجہ نسفی اور خواجہ محمود جموی اور مولینا سیف الدین کرینی اور شیخ سید ساسی اور شیخ جلال الدین بانانی وغیرہم بہت ہیں اگر ان کی تفصیل لکھی جائے تو یہ کتاب لمبی ہو جائے گی۔

اس فقیر کے جد امجد طیب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مشائخ قدس اللہ ارواحہم کا سلوک دو قسم کا ہے ایک قسم ظاہر ہے یعنی اپنے جملہ احوال میں حدود شرعی کی نگہداشت کرے اور ممکن حد تک اوامر شریعت کی محافظت کرے اور منہیات سے اپنے اعضاء اور جوارح کو محفوظ رکھے اور نفس کی خواہش کی مخالفت کرے تمام کاموں کا اصل یہی ہے۔ لیکن سلوک کی دوسری قسم یعنی سلوک باطن تو

وہ یہ ہے کہ باطن کی پاکیزگی اور نفس کی بری صفات کے مٹانے میں سعی
 بیع رکھے اور قلبی ذکر کے لیے کوشش کریں تاکہ دل بھی ذکر ہو جائے

بیت

دل ز ذکر دوست چوں آتش شود رو خدا را خواں کہ وقت خوش شود
 تا دل ز بد و نیک جہاں آگاہ ہست دستش ز ہر خلق جہاں کوتاہ ہست
 زیں پیش دے بود ہزار اندیشہ اکنو ہمہ لا الہ الا اللہ است
 ترجمہ :- جب تیرا دل خدا کی یاد سے آگ کی مثل ہو، جا اور خدا تعالیٰ کو
 پکار کیونکہ وقت بہت بہتر ہے جس کا دل جہاں کے نیک و بد سے آگاہ
 ہے۔ اس کا ہاتھ تمام مخلوق کی طرف سے چھوٹا ہے۔ اس سے پہلے تو
 دل میں ہزار اندیشے تھے۔ اب تو صرف لا الہ الا اللہ ہی ہے۔
 اور جب کسی کا دل ذکر کرتے ہوئے لاتلہیہم تجارت ولا بیع عنہ
 ذکر اللہ کے مقام پر پہنچ جائے۔ اس وقت اس کو اہل دل میں سے کہا
 جاسکتا ہے۔

سلسلہ عالیہ کی تفصیل اور جان لو کہ ابتدا میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی تلقین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

لہ نہیں غافل کرتی ان کو تجارت اور بیع اللہ کی یاد سے۔

کے دل میں پہنچی۔ اور اس طرح ان کے دل سے امیر المؤمنین حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دل میں پہنچی اور ان کے دل سے حضرت حسن
 بصری کے دل تک اور ان سے حضرت حبیب عجمی تک اور ان سے
 حضرت شیخ داؤد طائی تک اور ان سے شیخ معروف کرخی تک اور ان سے
 شیخ مرمی سقطی تک اور ان سے حضرت جنید بغدادی تک اور ان سے شیخ
 محمد مرثعہ تک اور ان سے شیخ ابوالعباس قصاب تک اور ان سے شیخ
 رحمت اللہ تک اور ان سے شیخ یوسف ہمدانی تک اور ان سے خواجہ
 عبدالخالق عجدوانی تک اور ان سے حضرت خواجہ عارف دیوگری تک اور
 ان سے خواجہ محمود انجیر فغنومی تک اور ان سے خواجہ علی رامینی تک اور ان
 سے حضرت خواجہ محمد بابا ساسی تک اور ان سے حضرت سید امیر کلال تک
 علیہم الرضوان اور ان کے قلب النور سے یہ چشمہ بھوٹا۔ تو اپنی اپنی استعداد
 کے موافق سب لوگوں تک پہنچا۔ قدس اللہ ارواحہم۔
 نے تاجت کر ابد کردار و دوست
 کس کی قسمت پادر ہو اور وہ کے دوست رکھے۔

حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی بیعت تربیت
 خواجہ محمد پارسا کے رسالہ قدسیہ میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا

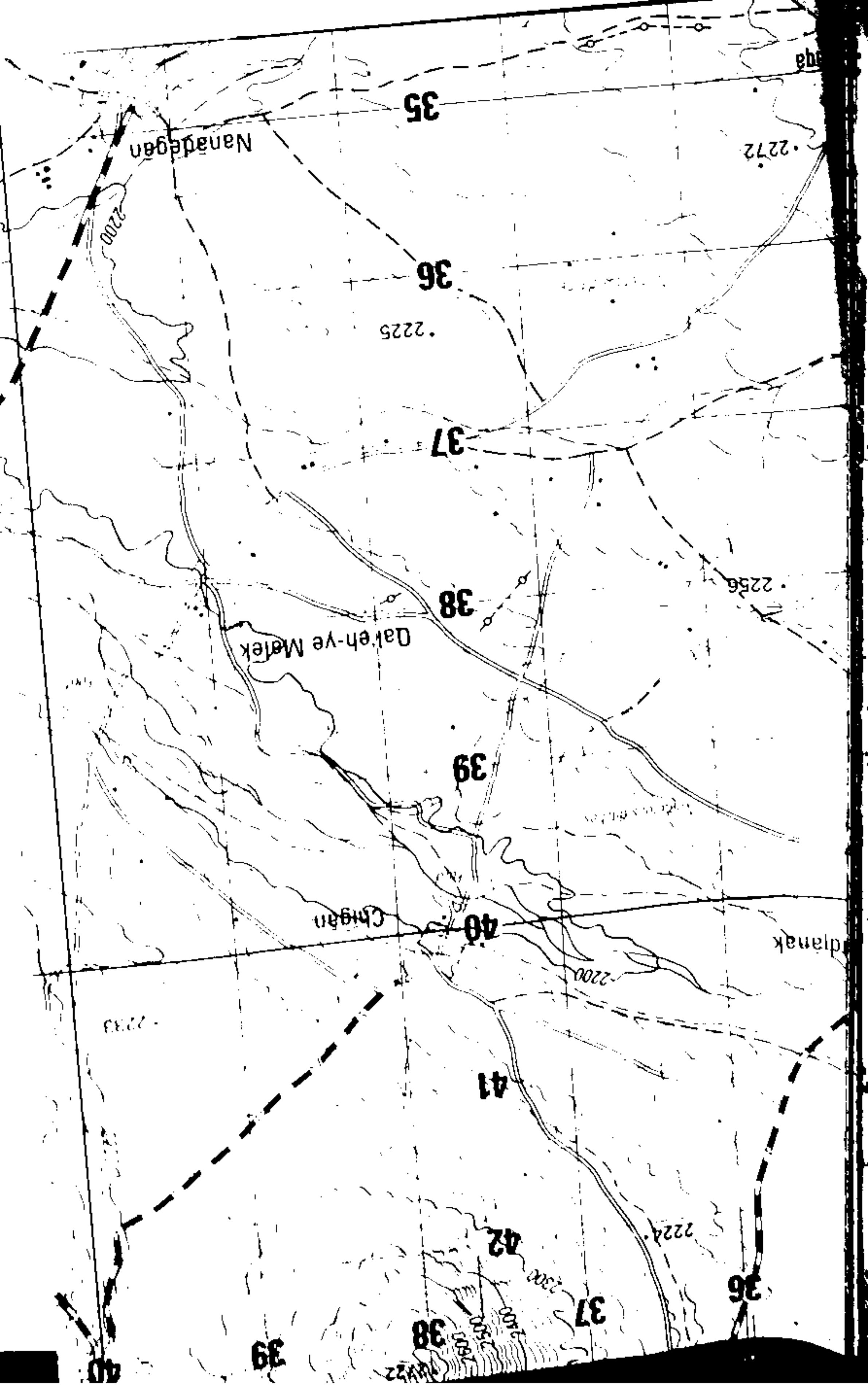
نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ کو اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا اور
 آپ حضرت عمریزاں علیہ الرحمۃ کے خلقا میں سے ہیں۔ لیکن حضرت خواجہ
 بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ کی نسبت ارادت اور تربیت اور صحبت اور تعلیم
 ادب شریعت و طریقت اور تلقین ذکر بطریقہ ظاہر و باطن اور جمیع آداب اہل تصوف
 حضرت خواجہ سید امیر کلال سے پہنچے۔ ویسے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ
 کی حقیقی تربیت تو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالحق غجدوانی اور شیخ ابولعیقوب
 یوسف ہمدانی سے حاصل ہوئی ہے اور تربیت تصرف شیخ طریقت ابولعیقوب
 فارمدی طوسی سے پہنچی اور ابولعیقوب فارمدی کو تصوف میں دو طرف امتساب
 ایک تو شیخ ابوالقاسم گورگانی سے کہ نسبت سلسلہ مشائخ تین واسطوں
 حضرت سیدہ الطائفہ جنید بغدادی تک پہنچتا ہے۔ اور دوسری نسبت
 علی فارمدی کی شیخ بزرگوار ابوالحسن خرقانی تک پہنچتی ہے جو کہ مشائخ بزرگوار
 کے پیشوا تھے اور ان کو فیض حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی رو سے پہنچا۔

تمت الترجمة بحمد اللہ تعالیٰ۔ آج ۲۲ ذیقعد ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۲ مارچ
 ۱۹۷۸ء بروز بدھ بوقت ہیکے دن بمقام جامع مسجد درس القرآن علی



دارالعلوم
محمدیہ رضویہ کا القرآن
علی سوپر چیمپلہ

مدرسہ ہذا میں قرآن مجید ناظرہ اور حفظ بعد
یہ کا بہترین انتظام ہے اس کے علاوہ عربی
سی سرف و نحو فقہ ترجمہ القرآن تفسیر حدیث کا
وال انتظام ہے البسہ شریف کے امتحان کی تیاری کرانی
ہاں ہے طلبہ کے تمام اخراجات بذمہ مدرسہ ہیں۔
بھیہ حضرات اپنی زکوٰۃ صدقا اور خیرات
قریبانی سے اس کا زخیر میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔



2022 - 23

2022
2023

